درس حدیث

محمد اظہر مدنی

راہِ الٰہی میں خرچ ایک نفع بخش تجارت

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم مامن يوم يصبح العباد الا ملكان ينزلان فيقول احدهما: اللهم اعط منفقا خلفا ويقول الآخر. اللهم اعط ممسكا تلفا (۱۴۴۲ بخاری /كتاب الزكاة/ باب فاما من اعطی و اتقی) (مسلم: ۱۰۱۰)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہر دن صبح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں، ان میں سے ایک (یہ دعا کرتے ہوئے) کہتا ہے۔اے اللہ! مال خرچ کرنے والے کو اور عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے، اے اللہ! خرچ نہ کرنے والے کا مال تباہ کردے۔

تشریح: قرآن واحادیث میں متعدد مقامات پر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی اہمیت وافادیت اور فضیلت کا ذکر ہے۔اسی طرح مال نہ خرچ کرنے کی صورت میں یا مال کو روک روک کر اور سینت سینت کر رکھنے یا کسی بھی شکل سے اس کو دبا کر رکھنے پر سخت وعید آئی ہے۔

قرآن کریم نے انفاق فی سبیل اللہ کو ایک نفع بخش تجارت قرار دیا ہے اور وہ بھی ایسی تجارت جو اللہ کے ساتھ بغیر کسی واسطے کے کی جائے۔ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کی جانے والی کوئی بھی تجارت نقصان دہ ہو ہی نہیں سکتی ہے کیونکہ نہ اس میں کوئی غش ہے، نہ دھوکہ دھڑی، اور نہ ہی عہد و پیمان ٹوٹنے کا ڈر ہے اور نہ ہی اجرت ورنج نہ ملنے کا خوف، بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے، رنج ہی رنج ہے اور مال سے کئی گنا زیادہ فائدہ ہے جو دنیا کے کسی بھی بزنس میں نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہی وقت کا کوئی قارون دے سکتا ہے۔ یہ تو بندے اور اس کے آقا کا مسئلہ ہے۔جس کی جزاء اور بدلہ صرف وہی دے سکتا ہے، جو بڑا مہربان، بڑا کریم اور بڑا ہی رحیم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (سورہ فاطر: ۲۹۔۳۰) جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی تاکہ ان کو ان کی اجرتیں پوری دے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دے بیشک وہ بڑا بخشنے والا قدر دان ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا: وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَهُوَ یُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ (سبا: ۳۹) اور تم جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کروگے اللہ اس کا (پورا پورا) بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔اور سورہ الحدید میں ارشاد فرماتا ہے اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِیْنَ فِیْهِ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِیْرٌ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انھیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔

اسی طرح ذخیرۂ احادیث میں متعدد ایسی حدیثیں ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے مال خرچ کرنے کی تلقین فرمائی۔اور ساتھ ہی ساتھ اس کے بے شمار فوائد ومنافع اور اجر عظیم کا بھی ذکر فرمایا۔ایک موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کہا ''انفق بلال ولا تخش عن ذی العرش اقلالا'' بلال! خرچ کرو اور عرش والے کی طرف سے کسی کمی کا خوف نہ کرو، دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کے صدقہ کی افزائش ایسے کرتا ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا صدقہ ایک پہاڑ کے مانند ہو جاتا ہے۔راہ الٰہی میں خرچ کرنے کے بہت سارے فوائد ہیں اس کے ذریعہ تزکیہ نفس ہوتا ہے، اللہ کی غیبی مدد آتی ہے، قبر کی تپش کو بجھاتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کا شمار بروز قیامت ان سات خوش نصیبوں میں سے ہوگا جن کو عرش الٰہی کے نیچے جگہ نصیب ہوگی لہٰذا راہ الٰہی میں خرچ کرنے والے کو اس بات سے نہیں ڈرنا چاہیے کہ اس کے مال میں کمی ہو جائے گی یا وہ فقر وفاقہ کا شکار ہو جائے گا بلکہ اسے بلا خوف وخطر احادیث رسول ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے راہ الٰہی میں بے دریغ خرچ کرنا چاہیے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''مانقصت صدقة من مال'' صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا ہے بلکہ وہ اضافہ، بڑھوتری اور خیر وبرکت کا سبب بنتا ہے۔اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے اتنے سارے بھیڑ بکریوں کا مطالبہ کیا جس سے دو پہاڑوں کے بیچ کی خالی جگہ پر ہو جائے تو رسول اکرم ﷺ نے اس کے مطالبہ کو پورا کیا پھر جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا تو کہنے لگا کہ اے میری قوم کے لوگو! ''فواللہ ان محمدا ليعطی عطاء من لايخاف الفقر'' تم سب اسلام قبول کرلو۔کیونکہ اللہ کی قسم محمد ﷺ تو اس شخص کی طرح عطا کرتے ہیں جسے کبھی فقر وفاقہ کا کوئی خوف واندیشہ نہیں ہوتا۔چنانچہ ہم جب اس عظیم تجارت کے لئے آگے بڑھیں تو اس کے تقاضے کو ملحوظ رکھیں کیونکہ بہت ساری ایسی چیزیں جو اس عظیم تجارت کی روح کے منافی ہیں ان کے صدور سے ان کا اجر وثواب ضائع ہو جاتا ہے جیسے نیت میں کھوٹ، ریاکاری، شرک، احسان جتانا، مال دینے کے بعد واپس لے لینا یا اسی طرح ردی اور خراب چیزوں کو راہ الٰہی کے لئے منتخب کرنا یا بلاوجہ، کسی ضرورت کے بغیر، تشہیر کرنا وغیرہ ساری چیزیں جن سے اس عظیم تجارت میں کمی آجاتی ہے بلکہ بسا اوقات اس کے لئے پریشانی کا سبب بن جاتی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ راہ الٰہی میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے اجر وثواب کو ضائع کرنے والی تمام چیزوں سے بچنے کی توفیق ارزانی بخشے۔آمین۔وصلی اللہ علی نبینا محمد سلم تسلیما کثیرا

☆☆

اداریہ

اصغر علی امام مہدی سلفی

عصیان وطغیان اور مسلمان

رحمت رب کی کرشمہ سازی ومہربانی ہے کہ ہم اس کی دھرتی پر زندہ ہیں، ورنہ ہم نے جس طرح اس پر خلافت ووراثت کا حق کھودیا ہے اسی طرح اگر اس پر ہمارے وجود وبقا کا مسئلہ بھی ختم ہوجاتا تو ہمیں شکوہ وشکایت کا کیا حق وحصہ حاصل تھا۔ سنا ہے کہ آدم علیہ الصلاۃ والتسلیم ہمارے جد امجد واکرم نے ادنیٰ بھول ووسوسہ میں پڑ کر جنت، جہاں جانے کے بعد کوئی باہر ومحروم ہرگز نہ کیا جائے گا، سے نکال کر باہر کردئے گئے تھے اور یہ جو کچھ سنا اور پڑھا ہے اس پر یقین قطعی اور ایمان کامل حاصل ہے کہ ان کو جنت میں پہنچ کر بھی اس سے نکلنا پڑا تو یہ سوال پیدا ہونا طبعی ہے کہ آخر ان کا کونسا گناہ تھا جو اتنا بڑھ گیا تھا کہ انہیں ایسے حالات سے دوچار ہونا پڑ گیا؟ وہ کونسا گھڑا پاپ کا تھا جو نالائق برداشت ہوگیا تھا؟ وہ کون سی معاصی کثیرہ اور ذنوب کبیرہ تھے جن کے وہ مرتکب ہوگئے تھے؟ انہوں نے کن فرامین الٰہیہ کی نافرمانی کی تھی؟ اور کتنے طرح کے تھے وہ جرائم نعوذ باللہ جن کے وہ مرتکب ہوگئے تھے۔ حقوق اللہ میں سے کتنے حقوق واجبہ ولازمہ تھے جن کو انہوں نے بجالانے سے سرتابی کی تھی؟ وہ کونسا شرک تھا جس کے وہ مرتکب ہوگئے تھے نعوذ باللہ؟ کہ جنت الخلد میں پہنچ کر بھی وہاں سے باہر کردیئے گئے؟ دنیا کی کونسی کشش تھی اور اس میں کیسا انہماک وانشغال تھا جس نے ان کو اپنے آقا ومولیٰ سے غافل کردیا تھا؟ وہ کونسی دنیا طلبی تھی اور منمانی تھی کہ جس میں آپ نے کھلے بندوں احکام الٰہی کی دھجی اڑائی تھی اور کیسی جرأت بیجا جان بوجھ کر اللہ جل شانہ کی مرضی کے خلاف کررکھی تھی اور دنیا نے ان کو کس قدر اپنا گرویدہ ودلدادہ بنالیا تھا؟ وہ کون کون سے کبائر گناہ تھے جو ان سے سرزد ہوگئے تھے۔ اصرار علی المعاصی اور نت نئی سیئات اور نافرمانیوں کا وہ کونسا تسلسل تھا جو ٹوٹ نہیں رہا تھا اور کیا وہ توبۃ النصوح اور خالص رجوع بجانب رب کریم کو بھلا بیٹھے تھے اور انہوں نے اس ادنیٰ چوک پر معاً توبہ واستغفار، فوری انابت ورجوع الی اللہ، آہ وزاری اور دل فگاری کرنے میں دیر کردی تھی اور دیر تک معصیت میں ڈوبے رہے اور مہلت پر مہلت اور سہولت پر سہولت لیے جارہے تھے اور غفلت پر غفلت کا شکار ہوئے جارہے تھے۔ حقوق العباد میں سے کونسا اور کس کا حق تھا جس کو وہ ادا نہیں کررہے تھے؟ سحر وکہانت اور بدشگونی وبدفالی، بد اعتقادی وبدباطنی، نفاق وشقاق، غیبت وحسد اور زنا وسرقہ، غصب ونہب اور دل آزاری کا کونسا مرض تھا جو آپ کو نعوذ باللہ لاحق ہوگیا تھا۔ اور اس کی تلافی کی

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

عبدالقدوس اطہر نقوی

نائب مدیر: مولانا خورشید عالم مدنی   مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی   مولانا شہاب الدین مدنی   ڈاکٹر سعید احمد مدنی
مولانا اسعد اعظمی   مولانا طہ سعید خالد مدنی   مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث ۲
اداریہ ۳
کلمۂ طیبہ کی جلالت وکرامت ۶
قرآنی اخلاق ۹
مصارف زکاۃ سے متعلق۔ کچھ سوالات وجوابات ۱۱
روزہ کی حالت میں انجام دیئے جانے والے چند اہم امور ۱۳
روحانی تندرستی سے جسمانی صحتمندی اور ماحولیاتی تحفظ تک ۱۵
شادی بیاہ اور اسلام ۱۹
شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس ۲۳
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز ۲۶
جماعتی خبریں ۲۹
اشتہار بابت اہل حدیث منزل ۳۱
اپنے صدقات وخیرات کا ایک حصہ مرکزی جمعیت کو دینا نہ بھولیں ۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ ____ ۱۵۰/روپے
فی شمارہ ____ ۷/روپے
پاکستان ____ ۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶
ویب سائٹ www.ahlehadees.org
ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com
جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

کوشش میں باوجود وقت اور مہلت کے انہوں نے تاخیر کر دی تھی؟ یہ اور اس طرح کی دنیا کی وہ بھیانک خطائیں جن کے ہم اسی اللہ کی زمین پر پیہم مرتکب ہو رہے ہیں، ان میں سے ایک بھی اور ادنیٰ بھی نہیں تھی جس کے سیدنا آدم علیہ السلام شکار ہوئے ہوں اور اللہ کی رضا مندی کی طلب وجستجو جاری نہ رکھی ہو۔ ''فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادٰىهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ'' (الاعراف:۲۲)''ان دونوں نے جب درخت کو چکھا دونوں کا پردہ بدن ایک دوسرے کے روبرو بے پردہ ہو گیا اور دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے اور ان کے رب نے ان کو پکارا کیا میں تم دونوں کو اس درخت سے ممانعت نہ کر چکا تھا اور یہ نہ کہہ چکا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے؟''۔

بھلا بتاؤ! سیدنا آدم کے مقام نبوت وجلالت مرتبت کے آگے ان وساوس وخواطر کی کیا حیثیت ہے؟ ذکر الٰہی اور شکر باری تعالیٰ میں منہمک و مشغول رہنے والا اور خود اللہ جل شانہ کے ہاتھوں بنا ہوا ممنون کرم انسان کتنی دیر ذھول ونسیان میں مبتلا رہا ہوگا؟ وسوسہ آیا اور اس کے آگے جھکنے کا عمل ابھی پورا بھی نہیں ہوا ہے کہ بے برکتی اور ناشکری کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ نعمتوں کے زوال کا احساس جاگزیں اور نفسی نفسی کا عالم پیدا ہونے لگا اور زبان پکار اٹھی۔ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا، وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ (الاعراف:۲۳)''دونوں نے کہا اے ہمارے رب! ہم نے اپنا بڑا نقصان کیا اور اگر تو ہماری مغفرت نہ کرے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو واقعی ہم نقصان پانے والوں میں سے ہو جائیں گے''۔

انسان اگر نسیان کا شکار ہو جائے، وسوسے اور ذہنی خلجان میں پڑ جائے، چوک جائے اور دھوکہ کھا جائے خصوصاً ایسی حالت میں جب شیطان لعین اپنی پوری توانائی اور دل بل کے ساتھ اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ ہی گیا ہو اور وہ اس قدیر وحکیم ذات سے اذن اغواء واضلال بھی حاصل کر چکا ہو اور اس غضبناک و زخم خوردہ دشمن کا دشمن ازلی وحقیقی آدم ہی اس کا اولین شکار اور موضع وار ہو تو بھلا بتاؤ کہ اس کے غم وغصے اور حملوں کا کیا حال ہوگا۔ اور ''لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ (الاعراف:۱۷)''میں ان کے لیے آپ کی سیدھی راہ پر بیٹھوں گا پھر ان پر حملہ کروں گا ان کے آگے سے بھی اور ان کے پیچھے سے بھی اور ان کی داہنی جانب سے بھی اور ان کی بائیں جانب سے بھی اور آپ ان میں سے اکثروں کو شکر گزار نہ پائیے گا'' کے بموجب اس کی پوری تیاری، استعداد اور انتظام کا کیا حال ہوگا۔ اس کی ضرب کتنی کاری ہوگی، اس کا مکر کتنا گہرا ہوگا، اسکی لجاجت وسماجت کتنی دل آویز واپنائیت والی ہوگی اور اس کی فریب کاریاں کتنی تیز اور زود وار ہوں گی؟ لگتا ایسا ہے کہ سارے انسانوں اور جنوں کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان جتنا زور پوری زندگی صرف کرے گا اتنا اکیلے آدم علیہ السلام کو بھٹکانے کے لیے صرف کر دیا ہوگا کیوں کہ ایک طرف وہ ان کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا، وہ مسجود ملائک ٹھہرے، وہ مردود ملأ اعلیٰ ٹھہرا، وہ غصہ سے تلملایا ہوا بھی ہوگا اور لعنت وملامت سے ستایا ہوا بھی۔ اب کل غصہ اسے انہی حضرت آدم پر ہی اتارنا تھا، سو اس نے مکر وحیل اور چالبازی وجعل سازی کا ہر حربہ استعمال کیا اور یوں ابوالبشر سے انتقام لینے اور ان کے خلاف سازشیں کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن ان کے توبہ واستغفار اور رجوع وانابت الی اللہ سے جو پشیمانی وحیرانی ہوئی وہ گمراہ کر دینے کی مسرت وشادمانی سے زیادہ قہر سامانی کا سبب بنی۔ اور اللہ جل شانہ کو جو ناراضگی ہوئی اس سے کہیں زیادہ فرحت اللہ تعالیٰ کو آدم کی توبہ سے ہوئی۔ اللہ جل شانہ نے اپنے نبی کو بلند ترین مرتبہ عطا فرمایا۔ ذریت طیبہ وانبیاء سے نوازا، خاتم المرسلین وسید الثقلین وامام الانبیاء وفخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی نسل سے اور آپ کی اولاد واحفاد میں پیدا فرمایا۔ گو آپ مسجود ملائک قرار پانے کی وجہ سے شیطان کے حسد وکینہ کا شکار ہوئے۔ مگر آپ کی اولاد میں کلیم اللہ، روح اللہ، نجی اللہ، حبیب اللہ پیدا ہوئے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسراء ومعراج سے سرفراز کئے گئے۔

اے آدم کی اولاد، اے حضرت انسان اور اے مسلمان! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تم اس شیطان لعین کے شکار بلکہ اس کے مشن وپلان کے خواستگار وسزاوار بن گئے ہو! کیا تمہیں اپنے دوست ودشمن اور نفع ونقصان کا بھی احساس نہ رہا؟ اور تو خطاکاری وسیہ کاری کا دلدادہ ہوتا جا رہا ہے۔ گناہ پر گناہ اور اس پر بھی کج کلاہ بنا پھر رہا ہے۔ ندامت وملامت کے چار چار آنسو بہانے کے بجائے مسلسل نافرمانی وناشکری کا سلسلہ جاری ہے۔ جس کا دانہ کھانا، جس کا پانی پینا، جس کی زمین پر بسنا اور جس کے آسمان کے نیچے رہنا اور پھر اسی کی نافرمانی کرنا تمہارا شیوہ ہو گیا ہے۔ اور عذاب سے اور سزا وجزاء سے بے پرواہ ہو کر سرے سے یوم آخرت اور مالک کون ومکاں کو بھلا دینے کا کام کر کے بھی اس کے رحم وکرم کی برکھا اور عابدوں، متقیوں اور صالحین کی سی کامیابی کا بھرم پال لینا یہ تمہارے دھوکہ کا سودا بڑا خطرناک ہے۔ تم کو اتنا گندہ وسوسہ لاحق ہے جب تم کہتے ہو کہ ہمارے جد امجد ابوالبشر آدم علیہ السلام سے بھی بھول اور غلطی ہوئی تھی، اس لیے تم بھولتے رہو تو کیا عجب ہے اور اے کاش کہ تم جانتے کہ وہ جنت میں داخل

ہونے کے بعد ادنیٰ نسیان وخطاء کی وجہ سے جنت سے نکال دیئے گئے تھے اور تم گناہوں میں لت پت ہونے کے باوجود کامیابی وکامرانی کی امید باندھے بیٹھے ہو۔

یــا نــاظــراً تــرنــو بــعیــنــی راقــد
ومشــاهــد لــلأمــر غیــر مشــاهــد
مــنیتک نــفسک ضــلة وابــحتهــا
طــرق الــرجــاء وهــن غیــر قــواصــد
تــصــل الــذنــوب الی الــذنــوب وترتــجی
درک الــجــنــان بهــا و فــوز الــعــابــد
ونسیــت أن الــلــه أخــرج آدمــاً
مــنهــا الــی الــدنیــا بــذنــب واحــد

تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہمیشہ ہمیش رہنے والی جنت سے نکال کر زمین پر اتار دینے کے بعد بھی یہاں امن وسکون اور چین وراحت سے رہنے کے لیے اور جنت کا وعدہ بھی ایک شرط سے مشروط کیا گیا اور ایک ہی ضمانت کو مقبول و معتبر مانا گیا اس کے علاوہ کوئی بھی وسیلہ وذریعہ دہشت و بربادئ دنیا اور عذاب آخرت سے بچانے والی نہیں ہے- اور وہ یہ ہے- جو آدم علیہ السلام کو دنیا میں آتے ہی سنا اور بتا دیا گیا اور انہوں نے اسے پلو سے باندھ لیا اور دانتوں سے پکڑ لیا۔اور زندگی بھر کسی گناہ تو دور کی بات اس کے تصور اور تصویر سے بھی آشنا نہ ہوئے۔"فَاِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ مِّنِّیْ هُدًی فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْن "(البقرہ:۳۸)"جب کبھی تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو اس کی تابعداری کرنے والوں پر کوئی خوف وغم نہیں"۔غم وحزن سے بچنے کا واحد ذریعہ اس ہدایت ایمانی کی پیروی میں ہے۔

اس کے برعکس تمہارا حال یہ ہے کہ گناہوں کا انبار لیے بیٹھے ہو اور روز روز کیا بلکہ گھنٹہ اور منٹ معاصی پر معاصی کرتے جارہے ہو، دینی شعائر کی حرمتوں کی پامالی تمہارا شیوہ بنتا جارہا ہے اور عصیان وطغیان تمہارا شعار بنتا جارہا ہے۔ اے میرے عزیز از جان مسلمان! حقوق اللہ وحقوق العباد کا پاس ولحاظ تمہاری زندگی سے اُٹھتا جارہا ہے پھر بھی رب کی رحمتوں اور نوازشوں اور دنیا وآخرت کی سعادتوں کے خواستگار ہو۔ سچ کہا ہے:

تــرجــو الــنجــاة ولــم تسلــک مســالکهــا
ان الــسفــیــنــة لا تــجــری عــلــی الیبــس

طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ مسلسل نافرمانیوں اور سیاہ کاریوں کی پاداش میں نعمتوں کے چھن جانے اور ذلت وخواری مسلط ہوجانے کے بعد شکوہ کناں بھی ہو کہ

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانے پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

جب تم نے اپنے پالنہار سے رشتہ ہی منقطع کرلیا، اس سے محبت کے سارے تقاضوں کو بالائے طاق رکھ دیا، خواہشات واہواء پرستی کی دلدل میں پھنس کر اپنی حقیقت ہی بھلا ڈالی اور اپنا منصب خلافت بھی کھو دیا اور بس نام کے مسلمان رہ گئے تو پھر شکوہ وآہ وواویلا کیسا؟

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

دراصل معاصی اور رب کی نافرمانی کی وجہ سے ہمارے اوپر مسائل و مشکلات اور فتنوں کے نت نئے دروازے کھلتے جارہے ہیں۔زمین اپنی وسعتوں کے باوجود ہم پر تنگ ہوتی جارہی ہے۔ہم دن بدن پستی و بے وقعتی کی طرف بڑھتے جارہے ہیں۔اللہ کی رضا اور اس کی قربت کے اسباب وذرائع ایمان وعمل صالح سے دور ہوتے جارہے ہیں۔اور یوں ہم پر محض اللہ کا خصوصی کرم ہے کہ ہم اور ہمارا وجود باقی ہے ورنہ ہم اپنے قول وکردار کی وجہ سے اس لائق بھی نہیں کہ اس کی زمین پر رہ سکیں۔اس لیے ہمیں جلد از جلد توبہ واستغفار اور اپنے گناہوں سے معافی مانگ کر بقیہ انفرادی واجتماعی، قومی وملی زندگی میں رب چاہی زندگی گذارنے کا عزم بالجزم کرنا چاہئے۔

ماہ مبارک رمضان ہم پر اپنی تمام تر رحمتوں اور سعادتوں کے ساتھ سایہ فگن ہو چکا ہے اور ہر طرف برکتوں اور نوازشوں کی برکھا ہو رہی ہے، بخشش و مغفرت کا سیلاب امڈا ہوا ہے اور نیکیوں اور تقویٰ شعاری کی باد بہاری چل رہی ہے۔آؤ آگے بڑھو، گناہوں سے توبہ کرو۔معاصی سے باز آجاؤ۔نافرمانیوں کا راستہ بدل دو، کج کلاہیوں اور کج ادائیوں کو ترک کردو اور اپنی زندگی کی کشت ویراں میں ایمان ویقین کے باغات لگاؤ،عبادات وریاضات کے ہزار رنگ گل بوٹے سجاؤ اور اعمال صالحہ کے نور سے حیات مستعار کے تاریک گوشوں کو جگمگاؤ۔خاص طور سے ماہ صیام میں جو اعمال صالحہ کے بے بہا اور اضافی مواقع سنن ونوافل، قیام اللیل، تلاوت وتسبیح، صدقات وخیرات اور ہمسایوں، غریبوں اور محتاجوں کی خبر گیری کی صورت میں میسر ہوئے ہیں ان سے بھرپور فائدہ اٹھاؤ اور اپنے مولیٰ کو راضی کرکے دنیوی واخروی سعادتوں کے مستحق بن جاؤ۔جلدی کرو کہیں دیر نہ ہوجائے اور رہی سہی پونجی بھی نہ چھن جائے۔"وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ"(آل عمران:۱۳۳)"اور اپنے رب کی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے"۔

☆☆☆

کلمۂ طیبہ کی جلالت وکرامت

مولانا عبدالباسط جامعی ریاضی، ایم۔اے۔عثمانیہ رائیدرگ

موضوع: کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اسلام کا دروازہ یعنی (Main gate) ہے، اس کلمہ کو پڑھ کر ایک شخص اسلام کی شاندار بلڈنگ میں داخل ہوسکتا ہے۔

افتتاح: کلمۂ طیبہ کے دو حصے ہیں ایک حصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اور دوسرا حصہ محمد ﷺ کا حق ہے، یہ کلمہ سہل اور آسان ہے، جتنا سہل ہے اتنا معنی خیز ہے، ساری کائنات اس میں بند ہے، اور یہ اتنا گہرا ہے کہ بڑے بڑے عقل مند علماء وحکماء اس کی معرفت میں حیران رہ گئے ہیں، لیکن ہر مسلمان اس کو آسانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔

☆امام زرکشی رحمہ اللہ نے فرمایا: کہ لا الہ الا اللہ کی دو خصوصیتیں ہیں: پہلی خصوصیت یہ ہے کہ اس کلمہ کے تمام حروف شفوی نہیں بلکہ جوفی ہیں، یعنی اس کلمہ کے الفاظ ہونٹوں سے نہیں بلکہ پیٹ کے اندر سے نکلتے ہیں، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس عظیم کلمہ کو صرف زبانی طور پر ادا نہ کیا جائے بلکہ اس کو دل کی گہرائیوں سے پڑھے، دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ کلمہ نقطہ والے حروف سے خالی ہے جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ومبراء ہے اور دنیا میں وہی ایک پاک وصاف ذات الٰہی عبادت کے لائق ہے جیسے کلمہ کا پہلا حصہ عیوب سے پاک ہے ویسے ہی دوسرا حصہ محمد رسول اللہ بھی اپنی پاکیزہ سیرت میں ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں۔

عناصر: (۱) کلمۂ طیبہ کے دو حصے ہیں: پہلا ''لا الہ الا اللہ'' اور دوسرا ''محمد رسول اللہ'' پہلا حصہ مقصد زندگی کو بتاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ طرز زندگی کو اجاگر کرتا ہے، اور طرز زندگی کے رہبر ورہنما محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔

(۲) اس کلمہ کے معانی بظاہر آسان ہیں یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، لیکن یہ ایک بڑا سمندر ہے کشادہ بھی ہے اور گہرا بھی، سمندر میں غوطہ لگانے والا ہیرے موتی حاصل کرتا ہے، آپ اس کلمہ کے سمندر میں بھی غوطہ لگا کر دیکھیں کہ کیسے عجیب وغریب قیمتی ونایاب ہیرے وموتی حاصل ہوتے ہیں۔

(۳) کلمۂ طیبہ کا پہلا حصہ بارہ (۱۲) حروف سے مرکب ہے، اور دوسرا حصہ محمد رسول اللہ بھی بارہ (۱۲) حروف سے جڑا ہوا ہے، اس کلمہ میں حروف کا تناسب اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ پر مبنی ہے نہ کہ اتفاقیہ، اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں کوئی چیز بے مقصد نہیں پیدا فرمایا، اور اس کا کام اتفاقی بھی نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے بھرا ہوا کلام قرآن مجید ہے جس کا کوئی حرف وجملہ ومفہوم بے معنی ومہمل نہیں ہے، پھر کلمہ طیبہ کے حروف کی یکسانیت اتفاقیہ کیسے ہوسکتی ہے؟ بہت سے مفسرین وشارحین نے اس کلمہ کے اسرار ورموز کو مختلف انداز میں مختلف کتابوں میں واضح شکل میں بیان کردیا ہے، ذرا ہم بھی سوچیں کہ اس کلمہ میں مزید حکمتیں کیا ہیں۔

(۴) کلمۂ طیبہ میں چوبیس (۲۴) حروف ہیں آپ غور فرمائیں کہ یہ سب حروف بے نقط ہیں کسی حرف میں نقطہ نہیں گویا اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس بے نقط ہے ویسے ہی محمد ﷺ کی سیرت بھی بے نقط ہے۔

(۵) **اسلامیات کے بیشتر مواد وذخائر ان تین زبانوں میں ھیں:**

(۱) زبان عربی: جس میں قرآن مجید اور حدیث پاک، قرآنی تفسیر اور جاہلی واسلامی شعراء وخطباء کی خدمات ہیں۔

(۲) زبان فارسی: جس کے حروف عربی زبان کے حروف کے مشابہ ہیں، یہ زبان عجمی زبان ہے، بہت شیریں زبان ہے، ایران وخراسان کی زبان ہے، ایران وخراسان کو عجم کہتے ہیں، یہ وہ علاقے ہیں جہاں سے اسلام کے عظیم فلاسفر اٹھے، بڑے مفکر ومصلح پیدا ہوئے، بے مثال محدثین نمودار ہوئے، محدثین نے محبت رسول کا مکمل ثبوت دیتے ہوئے حدیث پاک کو جمع کیا، ان کی مادری زبان فارسی تھی مگر وہ عربی زبان میں بھی کامل ہوئے۔

(۳) تیسری زبان اردو: جو ان دونوں زبانوں اور ہندی زبان کے ملاپ سے بنی، ان تینوں زبانوں کا رسم الخط ایک ہے۔

(۶) یہ تینوں زبانیں حروف تہجی سے بنی ہیں، عربی میں اٹھائیس (۲۸) حروف ہیں، فارسی میں بتیس (۳۲) حروف ہیں اور اردو میں چونتیس (۳۴) حروف ہیں، تجوید کے اعتبار سے عربی زبان اول وآخر ہے، اس کے حروف تہجی تلفظ اور قرأت کے لحاظ سے بڑے نازک ہوتے ہیں۔

(۷) ماہر لسانیات نے لکھا ہے کہ عربی زبان کے جن حروف کے نقطے ہوتے ہیں وہ کمزور ضعیف ہوتے ہیں، اور جو حروف نقطوں سے پاک ہوتے ہیں وہ طاقتور اور قوی ہوتے ہیں، اور تلفظ میں شاندار ہوتے ہیں، نقطہ ایک چھوٹا سا نشان ہوتا ہے جو عیب کو ظاہر کرتا ہے بچے جب امتحان لکھتے ہیں تو سب سے بہترین جوابی پرچہ وہی ہوتا ہے جو استاد جانچ کرتے وقت اس پر کوئی نقطہ نہ رکھے جس پرچے پر نقطے رکھے جاتے ہیں، کانٹ چھانٹ ہوتی ہے تو وہ ناقص ہوتا ہے۔

(۸) اہل زبان کے اصول کے مطابق کلمہ طیبہ کے دونوں جزء بے نقطہ ہیں، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی صفتوں کے ساتھ اور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اپنی سیرت پاک میں ہر قسم کے عیوب ونقائص سے پاک ہے۔

(۹) کائنات کا سب سے اول اور کائنات کا سب سے آخر بھی اللہ ہے، کلمہ طیبہ سلسلۃ الذہب یعنی سونے کی ایک زنجیر ہے، زنجیر مکمل طور پر سونے کی ہے، پہلا جزء جس ذات پر دلالت کرتا ہے وہ اپنے تمام اوصاف میں کامل مکمل اور اکمل ہے اور بے عیب و بے نقط ہے، دوسرا جزء جس بات پر دلالت کرتا ہے وہ ذات بھی اپنی سیرت پاک میں، دعوت وارشاد میں، عبادت وبندگی میں، رحم وکرم میں، صبر وتحمل میں، اخلاق حسنہ میں غرض ہر حیثیت سے کامل ہے، اس لحاظ سے یہ کلمہ اپنی چمک میں مکمل طور پر سونے کی زنجیر ہے، اس زنجیر کی چار کڑیاں ہیں، کسی میں عیب نہیں نہ اللہ میں نہ اللہ کی کتاب میں اور نہ محمد میں نہ رسول اللہ میں۔

(۱۰) کلمۂ طیبہ کی سلسلۃ الذہب میں سب سے قیمتی اور اہم کڑی اللہ ہے، ہم پہلے اللہ کی تحقیق کریں گے، پھر اس قیمتی زنجیر کے دیگر کلمات پر غور کریں گے، دیکھیں کہ اس زنجیر کا پہلا حصہ دوسرے حصے سے کس قدر بلند وبالا ہے اور دوسرا حصہ پہلے حصے کے لیے کس قدر زیب وزینت کا سبب ہے، اس طرح کلمہ طیبہ ایک قیمتی انگوٹھی ہے، اس میں ایک قیمتی ہیرا جڑا ہوا ہے، اور ہمیشہ انگوٹھی اور نگینہ میں مشابہت ہوتی ہے، وہ مشابہت اس طرح ہے کہ انگوٹھی کا حلقہ آہنی وسعت وقدرت، قوت وسرداری، اور قضا قدر کے لیے محیط ہے، اور نگینہ میں مشابہت ہوتی ہے، وہ مشابہت اس طرح ہے کہ انگوٹھی کا حلقہ آہنی وسعت وقدرت، قوت وسرداری اور قضا وقدر کے لیے محیط ہے، اور نگینہ اس کی زیب وزینت چمک دمک اور خوشحالی کو بطریق احسن واضح کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے جس انداز سے اور جس کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف بیان کی ہے، ایسی تعریف کسی پیغمبر سے نہ ہوسکی ، اس حیثیت سے محمد ﷺ انگوٹھی کا نگینہ ہیں۔

(۱۱) مفسرین نے لکھا ہے کہ لفظ اللہ کی اصل الہ ہے یعنی اللہ الہ سے بنا ہوا ہے، الہ کے ہمزہ کو حذف کرکے اس کے بدلے الف لام لایا گیا تو اللہ ہوگیا، لفظ اللہ معبود برحق کے ساتھ خاص ہے، اور لفظ الہ اپنے اصلی معنے کے اعتبار سے ہر معبود پر بولا جاتا ہے، کیونکہ دیوی دیوتاؤں کو بھی الہ یعنی معبود کہتے ہیں مگر کسی دیوی دیوتا کو برہما اور بدھا کو اللہ نہیں کہتے کیونکہ اللہ کا مطلب صرف وہ ذات مخصوص ہے، پھر لفظ الہ کا اطلاق صرف اصلی معبود یعنی ذات مخصوص پر ہونے لگا۔

اللہ الہ سے بنا ہے اور الہ کے مختلف مطالب ہیں، مثلا الہ کے معنی اللہ کی معرفت میں مخبوط العقل ہونا، مصائب میں گڑگڑا کر اس کی پناہ میں آنا، اس کی بندگی کا اقرار کرنا اور الہ کا سب کی نگاہوں سے پوشیدہ ہونا۔

(۱۲) لفظ اللہ ذات مخصوص کا علم ہے، عربی زبان میں کسی چیز کے موجود ہونے پر اس کو جو نام دیا جاتا ہے اس کو علم کہتے ہیں، اللہ کی ذات مخصوص کب وجود پذیر ہوئی اور کب نمودار ہوئی کوئی نہیں جانتا، اور اس پر غور کرنے کا حکم بھی نہیں ہے، پھر ذات مخصوص کو اللہ کا نام کیسے دیا گیا؟ حالانکہ عقائد کے علماء جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات مخصوص اپنے وجود کے اعتبار سے اور اپنے حی وقیوم ہونے کے اعتبار سے کسی نام کا محتاج نہیں تھی، اور اللہ بھی کسی عام وخاص نام میں موجود ہونے کی چیز بھی نہیں تھی، پھر ذاتِ مخصوص کا نام اللہ کیسے ہوگیا؟ اس کی ایک ہی وجہ ہے وہ ہے کہ مخلوقات کے لیے بالخصوص ذوی العقول کے لیے اس کی ذات تک پہنچنا، اس کا ذکر کرنا یا اس کی طاقت، قدرت اور سرداری کا اندازہ لگانا اس کے نام کے بغیر ناممکن تھا، اور صرف اس کی ذات کا تصور کرکے کوئی انسان بھی دیر تک اس کو یاد نہیں کرسکتا، صحیح طور پر نماز پڑھ نہیں سکتا اور دیگر فرائض کو ادا نہیں کرسکتا، حج میں لبیک نہیں کہہ سکتا، قربانی میں جانور کو اس کے نام ہونے کی حیثیت سے اس نے انسان کی اس اہم ضرورت کو آسان کردیا، اور اپنی ذاتِ مخصوص کے لیے لفظ اللہ کو اختیار کیا، اور چونکہ اس کی ہمہ وقت یاد کے لیے صرف ایک لفظ اللہ کافی نہیں تھا، اس نے اللہ کے علاوہ مزید ۹۸ اٹھانوے اسمائے حسنی اپنے لیے اختیار فرمائے، اور لفظ اللہ کو اس کے تمام اسماء وصفات کا مرکز ومحور بنادیا، پھر اللہ کی ذات مخصوص کا علم ہوگیا، حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے ہی انسانوں کو حکم دیا کہ ہر کام اسی کے نام سے شروع کرو، کیونکہ اس اس نام میں برکت ہے، جیسے حکم ہوا کہ بسم اللہ کہو، بسم اللہ کے معنی ہیں اللہ کے نام سے، یہ نہیں کہا کہ لفظ اللہ سے شروع کرو بلکہ یہ کہا کہ اللہ کے نام سے شروع کرو، تو اللہ محض نام ہے اس کی ذاتِ خداوندی نہیں ہے، غرض اللہ اس کا نام ہے اور پسندیدہ نام ہے، اور لفظ کے اعتبار سے بے نقط اور معانی کے اعتبار سے شاندار لفظ ہے، اب قیامت تک ساری دنیا اسی نام سے اس کو یاد کرے گی، پکارے گی کیونکہ یہ نام مکمل طور پر اس کی ذات پر دلالت کرنے والا لفظ ہے۔

(۱۳) رسول اللہ ﷺ نے اس کلمہ کی فضیلت وبرتری کو ثابت کرتے ہوئے فرمایا کہ الأنبياء بنو علات ابوهم واحد و أمهاتهم شتى (رواه الشيخان) تمام انبیاء علاتی بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں، ان کا دین یعنی کلمۂ دعوت ایک ہے یعنی ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور ان کی مائیں یعنی شریعتیں مختلف ہیں، اس حدیث سے لفظ اللہ اس کی ذات کے لیے مخصوص ہوتا ہے، چونکہ ہم بندے اس کی ذات کے لیے کوئی نام نہیں دے سکتے تھے، اس خالق کائنات نے خود اپنے لیے اللہ نام کو پسند فرمایا، پھر لفظ اللہ کی تعریف کے لیے اٹھانوے اسمائے حسنیٰ مقرر فرمائے، اللہ کے لیے اسمائے حسنی ایسے ہی ہیں جیسے ایک کنگھی کے دندانے، کیونکہ کنگھی میں صرف ایک اللہ کا دندانہ ہو تو اس سے کنگھی نہیں کرسکتے، جب اسمائے حسنیٰ کے دندانے اس

میں ہوں تو وہ زیب وزینت، حسن وجمال کا باعث ہے، اورایک کارآمد شئی ہے۔

(۱۴) مفسرین نے لفظ اللہ کو تین چیزوں کی وجہ سے ذاتِ مخصوص کا علم قرار دیا ہے (۱) لفظ اللہ اس کی ذات باری کے تمام صفات کا موصوف بننے میں (۲) اللہ خود کسی کی صفت نہیں بن سکتا، کیونکہ ''ہوالرحمٰن'' اللہ' وبسم اللہ' یعنی وہ مہربان اللہ جیسا بڑا ہے اور شروع کرتا ہوں رحیم کے نام سے جو اللہ ہے، ایسے جملے نہیں بن سکتے، کیونکہ اللہ کی صفتِ وسعت وقدرت، جبروت وملکوت، غفاریت وقدوسیت، قضا وقدر کی حکمت، اور ہر چیز پر قدرت جیسی صفات رحمٰن رحیم اور دیگر اسمائے حسنیٰ میں نہیں پائے جاتے (۳) لفظ اللہ میں کسی کے شریک ہونے کا احتمال نہیں، فرعون نے ''انا ربکم الاعلیٰ'' کہا ''انااللہ الاعلیٰ'' نہیں کہا اس لیے کہ لفظ اللہ میں اتنا رعب ودبدبہ ہے کہ دیگر معبودان باطل لفظ اللہ سے بھی ڈرتے ہیں اور اس کی ذات باری سے بھی خوف کھاتے ہیں۔

غرض اس کی ذات باری کے لیے مخصوص کیا ہوا لفظ اللہ میں کوئی نقطہ نہیں کیونکہ نقطہ عیب ونقص کی علامت ہے وہ اللہ رب العالمین اپنی ذات کی حیثیت سے اور لفظ کی حیثیت سے ہر دو حیثیتوں سے پاک ومبرا ہے جہاں معنوی طور پر اللہ پاک ہے وہیں لفظی حیثیت سے بھی وہ ہر چھوٹے بڑے عیب سے مبرا ہے، قرآن مجید میں ایک ہی سورت ہے جو سبحان سے شروع ہوتی ہے، وہ" سبحان الذی اسری بعبدہ" ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ ہر حیثیت سے پاک ہے اور اتنی بڑی قدرت والا ہے کہ اپنے مخصوص ومحبوب بندے محمد ﷺ کو ان کے سینے کو جسمانی آلائشوں سے پاک کرکے اور اس میں علم ودانائی کے خزانے انڈیل کر پہلے بیت المقدس میں لایا اور وہاں سارے انبیاء کی امامت سے مشرف فرما کر ساتوں آسمانوں پر لے گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبران کے اس شرف ومنزلت سے رشک کرنے لگے، جنت اور دوزخ کا نظارہ کرایا، سدرۃ المنتہیٰ کو دکھایا، یہ فرشتوں کی سرحد ہے، اس سے بھی آگے آپ کو بلایا گیا، آپ ﷺ سے گفتگو کیا، اور نمازوں کا قیمتی تحفہ عنایت فرمایا، جو اسلام کا بہت بڑا شعار ہے، کیا اس بلند ترین مقام پر آپ ﷺ نے اللہ کو دیکھا، جب کہ انسانی آنکھیں اللہ تعالیٰ کو اس کی اصلی شکل میں دیکھ نہیں سکتیں اور اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں بھی محدود ہو کر دکھائی نہیں دیتا، اکثر واعظ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو اس کی اصلی شکل میں دیکھا آمنے سامنے اس سے گفتگو فرمایا، یہ بات صحیح حدیثوں سے ثابت نہیں، لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے اللہ کو دیکھا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کہاں دیکھ سکتا ہوں، میں نے دیکھا وہ اللہ ایک نور ہے، اور دوسری جگہ فرمایا: کہ وہ ستر پردوں کے اندر تھا، میں نے اللہ کے نور کو قریب سے دیکھا اور اللہ سے گفتگو کی اور واپس آ گیا۔ (مسند احمد)

اختتام: آپ کائنات کی وسعت کا اندازہ لگائیں، پھر اس کی کرسی اور عرش کو دیکھیں ان کی وسعت اور کشادگی کا ہم تصور سے بھی اندازہ نہیں لگا سکتے، حدیثوں میں آیا ہے کہ سات آسمان اور زمین اس کی وسیع کرسی میں ڈال دیں تو وہ سکوں کی طرح نظر آئیں گے، مطلب یہ کہ کرسی ان آسمانوں اور زمین سے بہت بڑی ہوگی پھر اس کی مٹھی میں ہے، پھر دیکھیں کہ جو استویٰ علی العرش ہے، کیا کوئی اس کی قدرت وجبروت کا اندازہ کر سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کی عظیم صفتوں والی سورہ فاتحہ نماز کا رکن ہونے کے علاوہ بندے کی مناجات اور دعا پر بھی مشتمل ہے، مختلف شاعروں نے اس محبوب ومقبول سورت کا ترجمہ اپنی نظموں میں پیش کیا ہے، جناب کامل صاحب کا منظوم ترجمہ پیش خدمت ہے۔

اسے حمد ساری سزا وار ہے
اسی کا یہ پروردہ گلزار ہے
وہ ہے رحم والا مہربان ہے
قیامت کے دن کا وہ سلطان ہے
تیری ہی عبادت بجا لائیں ہم
تیری ذات ہی سے مدد مانگیں ہیں
ہدایت عطا کر تو اپنی ہمیں
ہمیشہ چلا راہ سیدھی ہمیں
ہمیں ایسے بندوں کا رستہ چلا
کہ انعام چلنے سے جن کو ملا
ہمیں ان کی راہوں پہ ہرگز نہ ڈال
ہوئے ہیں جو اہل غضب و ضلال
ہو کامل کی ہر دم دعا یہ قبول
برستے ہیں جس پہ آمین کے پھول

☆☆☆

مکتبہ ترجمان کی
نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ	30/-
چمن اسلام اول	24/-
چمن اسلام دوم	30/-
چمن اسلام سوم	30/-
چمن اسلام چہارم	34/-
چمن اسلام پنجم	40/-
چمن اسلام مکمل سیٹ	188/-

قرآنی اخلاق

مولانا خورشید عالم مدنی
پھلواری شریف، پٹنہ

(اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں "بس سلام" یعنی ان سے الجھتے نہیں ہیں) (فرقان:63)

سورہ فرقان میں رب العالمین نے شیطان کے بندوں، نفس کے بندوں، دینار و درہم کے بندوں کے نہیں بلکہ رحمان کے بندوں کے کچھ اوصاف، صفات، characters کو بیان کیا ہے۔ اور پہلے ان کے اخلاقی اوصاف بیان کیے گئے ہیں، جس سے اسلام میں اخلاق کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ ان کی پہلی پہچان ونشان اورامتیازی شان یہ ہے کہ وہ متواضع ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو بڑا اور دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتے، بلکہ وہ اپنے رب کے سامنے عاجزی وانکساری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اور رحمان کے بندوں کے سامنے بھی بڑائی اور فخر کا اظہار نہیں کرتے۔ تواضع سے کام لیتے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز وعمل اور سیرت وکردار تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم غریب وکمزور صحابہ کی دعوت قبول کرتے تھے۔ چٹائی پر سوتے تھے۔ گھریلو کاموں میں گھر والوں کا تعاون کرتے۔ پھٹے ہوئے کپڑے خود سی لیا کرتے۔ اپنی تعریف میں غلو کرنے سے منع کرتے تھے۔ صحابہ سے اس طرح گھل مل جاتے تھے کہ آنے والا شخص آپ کو پہچاننے سے قاصر رہتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتے تھے۔ جنازے میں شریک ہوتے تھے۔ کمزوروں کے کام آتے تھے۔

اسی طرح ان کی دوسری پہچان، شناخت، نشان یہ ہے کہ جب بے علم وبدخلق لوگ ان سے جاہلانہ باتیں کرنے لگتے ہیں، تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو سلام ہے۔ سلام سے مراد یہاں اعراض اور ترک بحث ومجادلہ ہے۔ یعنی وہ جاہلوں سے الجھتے نہیں۔ اعراض ودرگزر اور کنارہ کشی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ بے فائدہ بحث نہیں کرتے۔ نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

چونکہ اس اخلاق قرآنی کے بڑے فوائد ومثبت نتائج انسانی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔ انسان جب ہر شخص سے الجھنے کی کوشش کرنے لگے۔ اسے مزہ چکھانے اور بدلہ لینے پر آمادہ ہوجائے تو پھر وہ الجھ جائے گا، اس کی ترقی رک جائے گی اور اس کا ذہنی سکون چھن جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جذبہ انتقام سے دور رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اور اس کے لیے عفوودرگزر کی روش اختیار کرنے اور چشم پوشی کرنے کا حکم دیا ہے۔ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اعراف:199) یعنی "جس سے غلطی ہوجائے، اسے معاف کردو۔ اسے قول جمیل وعمل حسین کا حکم دو اور جاہلوں کو نظر انداز کردو"۔

اس آیت سے متعلق امام جعفر الصادقؒ فرماتے ہیں کہ "اخلاق سے متعلق یہ قرآن کی سب سے جامع آیت ہے"۔ اس میں ایک داعی کے لئے تین بڑی بنیادی باتیں بتائی گئی ہیں: صبر کرتے ہوئے عفوودرگزر سے کام لینا، نیکی اور بھلائی کا حکم دینا اور جاہل یعنی جذباتی اور مشتعل مزاج لوگوں سے اعراض کرنا۔

واضح رہے کہ انتقام کا جذبہ شیطانی فعل ہے۔ یہ کسی انسان کے لئے مناسب نہیں۔ انسانیت کے خلاف ہے۔ شرافت کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب ابلیس کو دھتکار دیا قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا "(اعراف:18)" (اللہ نے) کہا: تو یہاں سے حقیر اور پھٹکارا ہوا بن کر نکل جا"۔ تو اس نے انتقامی جذبے کے تحت یہ چیلنج کیا کہ میں تیرے بندوں کو بھٹکاتا اور گمراہ کرتا رہوں گا قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ (اعراف:16)" اس نے کہا چونکہ تو نے مجھے گمراہ کردیا، اس لیے میں تیری سیدھی راہ پر ان کے گھات میں بیٹھا رہوں گا"۔

اس زمانے میں بڑے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ آپس کی دوریاں ہیں۔ باہمی نفرت وعداوت ہیں۔ میاں بیوی، بھائیوں، پڑوسیوں اور رشتے اداروں کے درمیان تلخیاں ہیں۔ تعلقات ختم ہورہے ہیں۔ رشتے پامال ہورہے ہیں۔ ہمارے سماج میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں، جو بڑے جاہل، منافق اور فتین ہوتے ہیں۔ وہ دل کے بڑے سخت، حاسد وکینہ پرور ہیں۔ دورخے اور مکار ہیں۔ ایسے ماحول میں اگر ہم پرسکون زندگی چاہتے ہیں۔ عزت ووقار کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ رشتے وتعلقات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ اُلجھنوں سے، انتشار وپراگندگی سے خود کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں دین اسلام کے ان واضح ہدایات کو اور زندگی بسر کرنے کے مارگ درشن کو اختیار کرنا چاہئے۔ ہم بیوقوفوں کو نظر انداز کریں۔ جاہلوں سے اعراض کریں۔ بد خلقوں سے اجتناب کریں۔ اور اپنے اندر صبر وتحمل کا، عفوودرگزر کا جذبہ پیدا کریں۔ اپنے سینے کو کشادہ رکھیں۔ بدلے کی بھاؤنا نہ رکھیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ (حجر:85)" پس آپ لوگوں سے خوش اسلوبی کے ساتھ درگزر کر جائیے"۔ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (حجر:94)" پس آپ کو جو حکم دیا جارہا ہے اسے کھول کر بیان کردیجئے۔ اور مشرکین کی پرواہ نہ کیجئے"۔ نیز یہ فرمایا: وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ (قصص:55)" اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ ہم تمہیں سلام کہتے ہیں۔ ہم

نادانوں کی دوستی نہیں چاہتے ہیں"۔

یہ اخلاق قرآنی ایک مؤثر ہتھیار ہے۔ تحفظ کا بہترین ڈھال ہے اور دوائے شافی ہے۔

ذرا ہم اپنے اخلاق عظیم کے حامل، اکمل و اجمل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو دیکھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کیسی تربیت فرمائی اور حسن ادب کی نعمت سے سرفراز کیا۔

آپ نے اپنی دعوت کے آغاز میں مذاق اڑانے والے مشرکوں سے اعراض کیا۔ اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ ان دشمنوں کو معاف کر دیا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے ساتھیوں اور آپ کی دعوت کے خلاف سازشیں اور تدبیریں کر رہے تھے۔ پھر اللہ نے ان کو ذلیل کیا۔ اور اپنے دین، رسول اور اہل ایمان کو غالب کیا۔

اس سلسلے میں ہم رسول گرامی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی کچھ مثالیں پیش کرنا چاہتے ہیں:-

1) انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیے کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک دیہاتی نے آپ کو گھیر لیا۔ اور بہت زور سے آپ کو کھینچا۔ میں نے آپ کے شانے (گردن) کو دیکھا، اس پر سختی سے کھینچنے کی وجہ سے چادر کا نشان پڑ گیا۔ پھر کہنے لگا مرلی من مال الله الذی عندك، فالتفت اليه فضحك ثم أمر له بعطاء اللہ کا مال جو آپ کے پاس ہے، اس میں سے کچھ مجھے دلائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور ہنس دیے۔ پھر آپ نے اسے دینے کا حکم فرمایا"۔ (بخاری، کتاب فرائض الخمس: 3149)

2) ابوبکر رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ کی کفالت کرتے تھے۔ لیکن جب واقعہ افک کے موقع پر ام المومنین عائشہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کے سلسلے میں منافقین کی پیدا کردہ افواہوں میں شریک ہوگئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھالی کہ اب کبھی بھی وہ مسطح پر خرچ نہ کریں گے۔ اس موقع پر جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ" (نور: 22) "تم میں سے جو فضل وکشادگی والے ہیں۔ انہیں اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور مہاجروں کو دینے سے قسم نہ کھا لینی چاہیے۔ بلکہ معاف کر دینا اور درگزر کر لینا چاہیے۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصور معاف کر دے؟ اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے"۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں! واللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے بخش دے۔ اور پھر آپ مسطح پر پہلے کی طرح خرچ کرنے لگے اور فرمایا: "واللہ! کبھی بھی خرچ کرنا بند نہ کروں گا" (بخاری: 4750)

اس آیت کریمہ سے صدیق اکبرؓ نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی کہ مومن کو اخلاق کریمانہ اختیار کرنا چاہیے۔ لوگوں کی لغزشوں، کوتاہیوں کو معاف کر دینا چاہیے۔ اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔

3) امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں عیینہ ابن حصن پہنچے تو کہنے لگے یا ابن الخطاب فوالله ما تعطينا الجزل ولا تحكم بيننا بالعدل "اے خطاب کے بیٹے! اللہ کی قسم! نہ تو تم ہمیں مال ہی دیتے ہو اور نہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے ہو"۔ عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر بڑا غصہ آیا۔ اور اس کی طرف بڑھ ہی رہے تھے کہ حر ابن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے خطاب کرکے فرمایا ہے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ (اعراف: 199) "معاف کر دیں۔ نیک کام کا حکم دیں۔ اور جاہلوں سے کنارہ کش ہو جائیں" اور یہ بھی جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب حر نے قرآن کی تلاوت کی تو عمر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے (ٹھنڈے پڑ گئے)۔ اور کتاب اللہ کے حکم کے سامنے آپ کی یہی حالت ہوتی تھی۔ (بخاری، کتاب التفسیر: 4642)

یہ ہے اسلام کی زریں تعلیمات، اور ہمارے سلف صالحین کے بلند کردار کاش ہم باہم الجھنے، انتقام لینے، اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی منفی سوچ سے نکل کر اپنے بھائیوں کی غلطیوں کو معاف کر دیتے۔ بدخواہوں، احمقوں اور اوباشوں سے پنگا لینے کے بجائے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں نظر انداز کر دیتے۔ یہی اللہ کے متقی و نیک بندوں کا شعار ہے۔ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (زخرف: 89) "پس آپ ان کی طرف سے منہ پھیر لیجئے اور کہہ دیجئے کہ تمہیں سلام کرتا ہوں۔ پس انہیں عنقریب اپنا انجام معلوم ہو جائے گا"۔

اور یہ مزاج اس وقت بنے گا جب تواضع ہوگا، دل نرم ہوگا، اور دل میں اللہ کا خوف ہوگا۔ جاہلوں کو "سلاما" اس وقت کہیں گے جب ہم حسن سیرت، صبر وتحمل اور بلندی اخلاق کے حامل ہوں گے۔ اور اللہ سے اس اجر وثواب کے طالب بھی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا (فرقان: 75) "ان ہی لوگوں کو ان کے صبر واستقامت کی بدولت جنّت میں اعلیٰ مقام ملے گا۔ اور اس میں دعائے خیر وسلام کے ساتھ ان کا استقبال کیا جائے گا"۔

☆☆☆

مصارف زکاۃ سے متعلق - کچھ سوالات وجوابات

مولانا اسعد اعظمی/جامعہ سلفیہ بنارس

اسلامی فرائض میں زکاۃ ایک اہم فریضہ ہے جو کچھ مخصوص شرائط کے ساتھ مسلمان کے اوپر واجب ہوتا ہے۔لہٰذا ہر صاحب حیثیت مسلمان جس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے اسے اس کے بنیادی مسائل کا جاننا ضروری ہے اور پوری خوش دلی کے ساتھ اسے مقررہ وقت پر ادا کرنا چاہیے۔

معلوم ہو کہ زکاۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انسان نصاب کا مالک ہو اور اس نصاب پر ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہو۔سونے کا نصاب بیس (۲۰) مثقال ہے جو موجودہ رائج پیمانے کے اعتبار سے پچاسی (۸۵) گرام ہوتا ہے۔چاندی کا نصاب دو سو (۲۰۰) درہم ہے جو پانچ سو پچانوے (۵۹۵) گرام ہوتا ہے۔اب اگر کوئی اتنے سونے یا اتنے چاندی کا مالک ہو یا اس سے زیادہ کا مالک ہو اور ایک سال تک اس میں کوئی کمی نہ آئی ہو تو سال گذرنے کے بعد اس پر اس مال کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد زکاۃ نکالنا ہے۔مثال کے طور پر اگر خالص سونے کا دام بازار میں (۴۰۰۰) روپئے فی گرام ہے تو پچاسی گرام سونے کا دام (بحساب ۴۰۰۰×۸۵=) ۳۴۰۰۰۰/روپئے ہوا، اب اس پر ڈھائی فی صد یعنی (۸۵۰۰) روپئے زکاۃ واجب ہوئی۔اسی طرح اگر خالص چاندی کا دام بازار میں (۴۰۰۰۰) ہزار روپئے فی کلو ہے تو پانچ سو پچانوے گرام چاندی کی قیمت (۲۳۸۰۰) روپئے ہوئی، اب اس پر ڈھائی فی صد یعنی (۵۹۵) روپئے زکاۃ واجب ہوگی۔

روپئے پیسے کا سونے یا چاندی کی قیمت سے موازنہ کیا جائے گا، اگر بقدر نصاب ہوں گے تو مذکورہ تفصیل کے ساتھ ان کی بھی زکاۃ نکالی جائے گی۔سطور ذیل میں مصارف زکاۃ (یعنی زکاۃ جن کے حوالے کرنی چاہیے) سے متعلق کچھ عرب علماء کے سوالات وجوابات کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن کے بارے میں زکاۃ ادا کرنے والوں کو جان کاری کی ضرورت ہوتی ہے۔

فقیر اور مسکین کون ہے

سوال: مسکین کی کیا تعریف ہے جسے زکاۃ دی جاسکتی ہے؟ نیز مسکین اور فقیر میں کیا فرق ہے؟

جواب: مسکین وہ فقیر ہے جو اپنے اخراجات پورے نہ کرسکتا ہو اور فقیر اس سے زیادہ حاجت مند کو کہتے ہیں اور یہ دونوں اہل زکاۃ کی قسم میں سے ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا..﴾

صدقات (زکاۃ وخیرات) تو فقراء، مساکین اور اس پر کام کرنے والوں کے لئے ہے.....

اور جس شخص کی آمدنی اتنی ہو کہ اس کے کھانے پینے، پوشاک اور رہائش کو کافی ہو، خواہ یہ وقف سے ہو یا کمائی سے ہو یا وظیفہ سے یا اسی طرح کا کوئی اور آمدنی کا ذریعہ ہو تو اسے فقیر کہا جاسکتا ہے نہ مسکین، ایسے شخص کو زکاۃ نہیں دی جاسکتی۔(شیخ ابن باز)

غیر مستحق کو زکاۃ دے دی

سوال: فقیر ومحتاج جسے زکاۃ دی جاتی ہے اس کے حالات بدلتے رہتے ہیں ایسی صورت میں ضابطہ کیا ہے؟ اور اگر زکاۃ ادا کرنے کے بعد یہ پتہ چل جائے کہ یہ زکاۃ تو غیر مستحق کو دے دی گئی تو کیا ایسی صورت میں دوبارہ زکاۃ نکالی جائے گی؟

جواب: زکاۃ کے مال سے فقیر کو اتنا دیا جائے کہ اس کے پورے سال بھر کے لیے کافی ہو، اگر زکاۃ دینے والے کو یہ پتہ چلے کہ جسے زکاۃ دی گئی ہے وہ مستحق نہیں تھا تو اگر وہ شخص جسے زکاۃ دی گئی ہے ظاہری اعتبار سے فقیر ہے تو ایسی صورت میں اس پر قضا لازم نہیں ہے۔

اس سلسلے میں ایک حدیث وارد ہے کہ سابقہ امتوں میں سے ایک شخص نے ایک آدمی کو فقیر ومحتاج سمجھ کر صدقہ دیا خواب میں دیکھا کہ وہ تو مالدار آدمی ہے، اس نے کہا "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى غَنِيٍّ" نبی اکرم ﷺ نے یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد اس پر کوئی نکیر نہیں کی اور بتلایا کہ اس آدمی کا صدقہ مقبول ہے۔

ایک اصولی قاعدہ ہے کہ "ہم سے پہلے لوگوں کی شریعت ہمارے لئے بھی شریعت ہے بشرطیکہ ہماری شریعت اس کے خلاف نہ وارد ہوئی ہو"۔

دوسرے یہ کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو آدمی صدقہ طلب کرنے کے لئے آئے، آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ دونوں آدمی تندرست اور توانا ہیں، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو میں دوں لیکن یہ جان لو کہ مالدار، تندرست اور کمانے کے لائق آدمی کے لئے صدقہ میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

تیسرے یہ کہ جملہ پہلوؤں سے فقیر کے حالات معلوم کرنا بڑا مشکل کام ہے، اس لئے ظاہری حالت پر اکتفا کیا جائے گا، اگر فقر کا دعویٰ کرنے والا بظاہر تندرست اور کمانے کے لائق ہو اور زکاۃ دینے والے کے پاس اس کے فقر کے دعویٰ کے خلاف کوئی دلیل نہ ہو تو مذکورہ حدیث کی رو سے اس کو متنبہ کیا جائے گا اور اس جیسے شخص کے بارے میں جو شرعی حکم ہے اسے بیان کیا جائے گا۔(شیخ ابن بازؒ)

ماں کو زکاۃ دینا

سوال: کیا کوئی شخص اپنی ماں کو زکاۃ دے سکتا ہے؟

جواب: کوئی مسلمان اپنے والدین اور اپنی اولاد کو اپنی زکاۃ نہیں دے سکتا، بلکہ اگر یہ لوگ ضرورت مند ہیں اور وہ ان پر خرچ کرنے پر قادر ہے تو ان پر خرچ کرنا اس پر واجب ہے۔ (شیخ ابن بازؒ)

بھائی بہن اور چچا وغیرہ کو زکاۃ دینا

سوال: کیا ایک بھائی کا دوسرے محتاج بھائی کو زکاۃ دینا جائز ہے جو عیال دار ہے اور کام تو کرتا ہے لیکن اس کی آمدنی اس کی ضرورت کے لئے ناکافی ہے۔
اسی طرح فقیر چچا کو زکاۃ دینا جائز ہے؟
اسی طرح عورت اپنے مال کی زکاۃ اپنے بھائی یا چچا یا بہن کو دے سکتی ہے؟

جواب: اگر کوئی مرد یا عورت اپنی زکاۃ اپنے محتاج بھائی یا محتاج بہن یا محتاج چچا یا پھوپھی اور باقی محتاج رشتہ داروں کو ادا کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ دلائل میں عموم پایا جاتا ہے، بلکہ رشتہ داروں کو زکاۃ ادا کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''الصَّدَقَةُ فِي الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ، وَفِي ذِي الرَّحِمِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ.''

مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہے جب کہ رشتہ داروں کو صدقہ دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، ماسوائے والدین کے کہ انہیں زکاۃ نہیں دی جاسکتی، خواہ کتنے اوپر تک چلے جائیں، (جیسے دادا پردادا وغیرہ) اور اولاد کو بھی زکاۃ نہیں دی جاسکتی خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، خواہ وہ کتنے نیچے تک چلے جائیں، (جیسے پوتے پوتیاں وغیرہ) اگرچہ وہ محتاج ہوں، بلکہ آدمی پر لازم ہے کہ اپنے اصل مال سے ان پر خرچ کرے جبکہ وہ اس کی طاقت رکھتا ہو اور اس کے سوا کوئی موجود نہ ہو جو ان پر خرچ کر کے ان کی گذراوقات کا ذریعہ بنے۔ (شیخ ابن بازؒ)

بھائی بہن کو زکاۃ دینا

سوال: میرے کچھ چھوٹے بھائی بہن ہیں جن کی تربیت و کفالت میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میری والدہ کرتی ہیں، کیا ان چھوٹے بھائی بہنوں کو زکاۃ یا صدقہ فطر دے سکتا ہوں؟ ایسے ہی میرے کچھ بڑے بھائی بہن بھی ہیں جن کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ ان لوگوں سے زیادہ ضرورت مند ہیں جن کو میں زکاۃ کا مال دیتا ہوں تو کیا ان بھائیوں کو زکاۃ دے سکتا ہوں؟

جواب: جو رشتہ دار زکاۃ کے مستحق ہوں ان کو زکاۃ دینا زیادہ افضل ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جو تمہارے رشتہ دار نہیں ہیں، کیوں کہ رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، البتہ جو رشتہ دار ایسے ہوں جن پر خرچ کرنا تمہاری ذمہ داری ہے اور تم نے خرچ سے پیسہ بچانے کے لئے ان کو زکاۃ کا مال دے دیا تو یہ جائز نہیں۔ پس اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ تمہارے یہ بھائی بہن جن کا تم نے تذکرہ کیا وہ ضرورت مند ہیں اور تمہارے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ اپنے مال سے ان پر خرچ کر سکو تو ایسی صورت میں ان کو زکاۃ کا مال دینے میں کوئی حرج نہیں، ایسے ہی ان بھائی بہنوں پر اگر لوگوں کا قرض ہو اور تم نے اپنی زکاۃ سے ان کا قرض ادا کر دیا تو اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں، کیوں کہ کسی شخص کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ اپنے رشتہ دار کی جانب سے اس کا قرض ادا کرے، پس زکاۃ سے اس کی ادائیگی درست ہوگی حتی کہ اگر تمہارے بیٹے یا والد کے اوپر قرض ہو اور وہ اس کی ادائیگی نہیں کر پا رہے ہیں تو اپنی زکاۃ کے مال سے اس قرض کی ادائیگی تمہارے لئے جائز ہے، یعنی تم اپنی زکاۃ سے اپنے والد اور اپنی اولاد کا قرض ادا کر سکتے ہو، بشرطیکہ وہ قرض ان ضروریات زندگی کی تکمیل کی خاطر نہ لیا گیا ہو جن کی ذمہ داری خود تمہارے اوپر ہے، کیوں کہ ایسی صورت میں اپنی زکاۃ کے مال سے یہ قرض ادا کرنا تمہارے لیے جائز نہیں، اس لیے کہ جس شخص پر اس کے ماتحتوں کے اخراجات کی ذمہ داری ہے وہ ان پر خرچ کرنے سے پرہیز کرنے لگے گا اور اس عمل کو وہ حیلہ کے طور پر استعمال کرے گا کہ اس کے ماتحت قرض لے کر اپنا کام چلائیں پھر ان کے قرض کی ادائیگی یہ اپنی زکاۃ کے مال سے کرے۔ (شیخ ابن عثیمینؒ)

مقروض شوہر کو زکاۃ دینا

سوال: کیا بیوی اپنے اس شوہر کو اپنے زیورات کی زکاۃ دے سکتی ہے جو (سرکاری) ملازم ہے اور اس کی تنخواہ چار ہزار ریال ہے، لیکن وہ تیس ہزار ریال کا مقروض ہے؟

علماء کے صحیح قول کے مطابق عورت کو اپنے زیورات وغیرہ کی زکاۃ اپنے شوہر کو دینے میں کوئی حرج نہیں اگر وہ غریب یا ایسا مقروض ہے کہ ادائیگی سے قاصر ہے، اس کی دلیل اس باب میں وارد ہونے والے دلائل کا عموم ہے، ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ﴾ (سورہ توبہ:۶۰)

''دراصل یہ صدقات غریبوں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور گردنوں کو چھڑانے کے لئے (یعنی غلاموں کو آزاد کرانے کے لئے) اور قرض داروں کے لئے اور اللہ کی راہ میں، اور مسافروں کے لئے، اللہ کی طرف سے فرض ہے۔'' (شیخ ابن بازؒ)

بیوی کے مال کی زکاۃ نکالنا، بھانجے کو زکاۃ دینا

سوال: کیا میری طرف سے میرے شوہر میرے مال کی زکاۃ نکال سکتے ہیں، یہ مال انہوں نے ہی مجھے دیا ہے۔ اور کیا مجھے اپنی بیوہ بہن کے لڑکے کو زکاۃ دینا جائز ہے جو نوجوان ہے اور شادی کرنا چاہتا ہے؟

جواب: اگر آپ کے پاس سونے یا چاندی یا اس کے علاوہ دوسرے اموال زکاۃ ہوں اور وہ نصاب کو پہنچ گئے ہوں یا اس سے زیادہ ہوں تو ان میں زکاۃ واجب ہے۔ اگر آپ کے شوہر آپ کی طرف سے اور آپ کی اجازت سے زکاۃ نکال دیں تو کوئی حرج نہیں، اور ایسے ہی اگر آپ کی طرف سے اور آپ کی اجازت سے آپ کے باپ یا بھائی وغیرہ زکاۃ نکال دیں تو کوئی حرج نہیں۔ بھانجے کو شادی کی خاطر زکاۃ دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ شادی کے اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہو۔ (شیخ ابن بازؒ)

معمولی زکاۃ ایک ہی خاندان کو دینا

سوال: جب انسان اپنے مال کی زکاۃ نکالے اور وہ تھوڑی سی ہو، مثلاً دو سو ریال، تو اسے ایک ہی محتاج خاندان کو دینا افضل ہے یا کئی ایک محتاج خاندانوں کو؟

جواب: زکاۃ اگر تھوڑی ہو تو ایک ہی محتاج خاندان کو دے دینا اولی اور افضل ہے، کیوں کہ زیادہ خاندانوں میں بانٹنے سے اس کا نفع کم رہ جائے گا۔ (شیخ ابن بازؒ)

☆☆☆

روزہ کی حالت میں انجام دیئے جانے والے چند اہم امور

عبدالاحد احسن جمیل آل عبدالرحمٰن

اسلام کی ہر تعلیم فطرت انسانی کے عین مطابق ہے جس میں انسانی ظروف اور مصلحت کو ہر جگہ مقدم رکھا گیا، روز اول سے لے کر انسان کے قبر میں جانے تک ہر حکم اورامر عین مصلحت پر مبنی ہے۔

اسی لئے اللہ رب العالمین نے دوسری امتوں کی بنسبت جب اس امت کو کم عمر والا بنایا توان کو ایسے اعمال کرنے کی توفیق عطا کی جن کے اجر وثواب عمل کے مقابلہ کئی گنا زیادہ ہوں، انہی اعمال عظیمہ میں سے ایک عمل روزہ ہے جس کے ثواب کو اللہ تعالی نے اپنے ساتھ خاص کرلیا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں، اللہ تعالی کہتا ہے:''الصوم لي وأنا أجزي به''(صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب: هل يقول اني صائم اذا شتم، حدیث: ۱۹۰۴، صحیح مسلم: کتاب الصیام، باب فضل الصیام، حدیث: ۱۱۵۱۔)، (روزہ میرے لئے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا)۔

روزہ لغت میں کسی چیز سے رکنے کا نام ہے۔

اورشریعت کی اصطلاح میں روزہ کی تعریف درج ذیل ہے:''**هو التعبد لله تعالى بالامساک بنية : عن الأكل والشرب، وسائر المفطرات، من طلوع الفجر الثانى الى غروب الشمس، من شخص مخصوص، بشرائط مخصوصة**''(الشرح الممتع: از: ابن عثیمینؒ: ۶/۳۱۰)۔

یعنی روزہ اللہ تعالی کی عبادت کی نیت سے کھانے پینے اور ہر قسم کے مفطرات سے طلوع فجر ثانی سے غروب شمس تک کسی انسان کا مخصوص شرائط کے ساتھ رکنے کا نام ہے۔

جب روزہ کا مقصد انسانی خواہشات پر قابو پانا ہے تو لازم ہے کہ شریعت ان اموراوراعمال کی وضاحت کرتی جس کے کرنے سے روزہ کی روح اوراس کا مقصد فوت نہ ہو، چنانچہ شریعت مطہرہ نے ایسا ہی کیا کہ ہم مسلمانوں کو ایسی تمام چیزوں کا استعمال اوران کے استعمال کا طریقہ واضح طور پر سمجھا دیا جن سے روزہ کا مقصد باقی رہے، درج ذیل سطور میں انہی چیزوں یا اعمال میں سے بعض کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

۱۔ سرمہ اور کاجل وغیرہ لگانا، اور آنکھ میں دوا ڈالنا اگرچہ اس کی لذت حلق میں محسوس ہو۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:'' **ونحن نعلم أنه ليس في الكتاب والسنة ما يدل على الافطار بهذه الأشياء، فعلمنا أنها ليست مفطرة**''، (ہم جانتے ہیں کہ کتاب وسنت میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو ان چیزوں کے مفطر ہونے پر دال ہو، تو ہم نے جان لیا کہ یہ چیزیں روزہ کو فاسد کرنے والی نہیں ہیں)، ایک جگہ فرماتے ہیں:''**فإن الصيام من دين المسلمين الذي يحتاج إلى معرفته الخاص والعام فلو كانت هذه الأمور مما حرمه الله ورسوله في الصيام ويفسد الصوم بها لكان هذا مما يجب على الرسول ﷺ بيانه، ولو ذكر ذلک لعلمه الصحابة وبلغوه الأمة كما بلغوه سائر شرعه . فلما لم ينقل أحد من أهل العلم عن النبي ﷺ في ذلک لا حديثا صحيحا ولاحسنا ولا مسندا ولا مرسلا علم أنه لم يذكر شيئا من ذلک، والحديث المروي في الكحل يعني: أن النبي ﷺ أمر بالإثمد المروح عند النوم، وقال: ليتقه الصائم، ضعيف، رواه أبوداود في السنن ولم يروه غيره، قال أبوداود: قال لي يحيى بن معين: هذا حديث منكر**''(حقیقۃ الصیام: ص: ۳۸۔۳۹، ومجموع فتاوی: ۲۵/۲۳۴۔۲۳۵)۔

(کیوں کہ روزہ یہ مسلمانوں کے دین کا حصہ ہے جس کو جاننے کی ضرورت ہر خاص وعام کو ہے، اگر یہ چیزیں ان چیزوں میں سے ہوتی کہ جسے اللہ ورسول ﷺ نے روزہ کی حالت میں حرام قرار دیا ہے اور جس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے تو رسول اللہ ﷺ پر ان چیزوں کو کھول کھول کر بیان کر دینا واجب ہوتا، اور اگر نبی ﷺ نے ان چیزوں کو محرمات اور مبطلات صوم میں ذکر کیا ہوتا تو صحابہ کرام کو اس کا علم ہوتا اور وہ پوری امت تک اس کو ویسے ہی پہنچا دیتے جیسے دوسری شرعی امور کو پہنچایا، اور جب کسی بھی عالم اور محدث نے نبی ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی صحیح یا حسن یا مسند یا مرسل حدیث ذکر نہیں کی تو یہ واضح ہوگیا کہ اس سلسلہ میں نبی ﷺ سے کوئی چیز مذکور نہیں ہے جو لائق حجت ہو، اور جو حدیث سرمہ کے ممانعت کے سلسلہ میں ابوداود میں مذکور ہے وہ ضعیف ہے اور اس کو ذکر کرنے میں ابوداود منفرد ہیں، اور یحیی بن معین نے اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے)۔

اسی کو صاحب تحفہ، صاحب مرعاۃ، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ وغیرہم نے راجح قرار دیا ہے، یعنی سرمہ اور کاجل وغیرہ لگانا، اور آنکھ میں دوا ڈالنا بلا کسی کراہت کے جائز ہے۔ (تحفۃ الأحوذی: از شیخ محمد عبدالرحمٰن مبا کپوریؒ: ۳/۳۴۸، مرعاۃ المفاتیح: از: شیخ عبیداللہ مبارکپوریؒ: ۶/۵۲۳، مجموع فتاوی ومقالات متنوعۃ: از شیخ ابن بازؒ: ۱۵/۲۶۳، مجالس شہر رمضان: از: شیخ ابن عثیمینؒ: ص: ۷۱-۷۲)

۲۔ بیوی کو بوسہ لینا اس انسان کے لئے جو اپنے آپ پر کنٹرول کر سکے: عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں: ''**كان النبي ﷺ يقبل وهو صائم، ويباشر وهو صائم، وكان أملككم لإربه**'' (صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب المباشرۃ للصائم، حدیث: ۱۹۲۷، صحیح مسلم کتاب الصیام، باب بیان أن القبلۃ فی الصوم لیست محرمۃ، حدیث: ۱۱۱۱)، (نبی ﷺ بوسہ لیتے تھے، مباشرت کرتے تھے روزہ کی حالت میں لیکن وہ تم میں سے سب زیادہ اپنے آپ پر کنٹرول رکھنے والے تھے)، اسی معنی کی تائید ہوتی ہے اس قول سے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، اللہ تعالی کے فرمان: ﴿وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى﴾ (طہ: ۱۸)، (مآرب) یعنی حاجہ۔

طاوس کہتے ہیں: "﴿أولي الإربة﴾: الأحمق لا حاجة له في النساء" (صحیح بخاری مع الفتح: ۴/۱۷۶، حدیث: ۱۹۲۷)، (وہ پاگل جس کو عورت کی ضرورت نہ ہو)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس انسان کو اپنے آپ پر کنٹرول ہو کہ اگر وہ بیوی سے بوس وکنار کرتا ہے تو اس کی وجہ سے منی خارج نہیں ہوگی اور جماع کا فعل سرزد نہیں ہوگا تو اس کو بیوی سے بوس وکنار کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر اس کو اپنے آپ پر کنٹرول نہ ہو تو بوسہ وغیرہ لینا جائز نہیں، لیکن اگر کسی کا انزال صرف دیکھنے کی وجہ سے ہوجائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا، جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی فرماتے ہیں: "إن نظر فأمنى يتم صومه" (ایضا)، (اگر کسی کو بیوی کے دیکھنے وجہ سے منی نکل جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے روزہ کو پورا کرے)۔

۳۔ گرمی کی شدت کو کم کرنے یا اس بچنے کے لئے اپنے اوپر پانی ڈالنا یا بھیگے کپڑے لپیٹنا، چنانچہ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بعض صحابہ سے روایت کرتے ہیں: "أنه حدثه، فقال: ولقد رأيت رسول الله ﷺ بالعرج يصب الماء على رأسه وهو صائم من العطش أو من الحر" (سنن أبوداود: کتاب الصیام، باب الصائم یصب علیه الماء من عطش، حدیث: ۲۳۶۵)، (میں نے نبی ﷺ کو اپنے سر پر پیاس یا گرمی کی شدت کو کم کرنے کے لئے پانی ڈالتے دیکھا)۔

اس سلسلہ میں متعدد صحابہ کرام سے بھی ایسے عمل وارد ہیں جو اس عمل کے جواز کی طرف اشارہ ہیں، چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک عمل اس طرح مروی ہے کہ "وبل ابن عمر رضي الله عنهما ثوبا فألقاه على نفسه وهو صائم" (صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب اغتسال الصائم، معلقا)، (ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کپڑا بھگو کر اپنے اوپر ڈال لیا روزہ کی حالت میں)۔

"وكان لأنس بن مالك رضي الله عنه حجر منقور يشبه الحوض إذا وجد الحر وهو صائم نزل فيه وكأنه والله أعلم مملوء ماء" (ایضا)، (انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بڑا پتھر تھا جو حوض کے مانند تھا جب وہ روزہ کی حالت میں گرمی کی شدت زیادہ محسوس کرتے تھے تو اسی میں اتر جاتے تھے، اور اللہ جانے شاید وہ پانی سے بھرا ہوتا تھا)۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر وہ کام جس سے گرمی اور پیاس کی شدت کم ہوسکے وہ کرنا جائز ہے، کھانے، پینے اور بیوی سے جماع کرنے کے علاوہ، مثال کے طور پر نہانا، دھلنا، سر بھگانا، بھیگے کپڑے اوڑھ لینا، موجودہ دور میں ایئر کنڈیشن اور ایئر فین وغیرہ کا استعمال، یہ سب جائز ہے۔

۴۔ انجیکشن لگوانا: انسان روزہ کی حالت میں انجیکشن وغیرہ پوری آزادی کے ساتھ لگوا سکتا ہے، صرف جسم کو تقویت پہنچانے والے اور بھوک مٹانے والے انجیکشن لگوانے منع ہیں، شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأما الكحل والحقنة وما يقطر في إحليله، ..... والأظهر أنه لا يفطر بشيء من ذلك" (مجموع فتاوی: ۲۵/۲۳۳-۲۳۴)، (اور سرمہ یا کاجل اور انجکشن لگوانا اور دبر کے راستہ دوا ڈالنا۔۔۔ ان مسئلوں میں راجح یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی چیز مفطر (روزہ توڑنے والی) نہیں ہیں۔

اس میں ایک چیز شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے پیخانہ کے راستے دوا ڈالنے کا ذکر کیا ہے، اور اس کے استعمال کو بھی روزہ کی حالت میں جائز قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں علماء کا شدید اختلاف ہے، لیکن جو دلائل شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے وہ بہت ہی قوی ہیں، لہذا اب اس میں تو کوئی کلام نہیں کہ اگر کسی کو مجبوری ہوتی ہے اور وہ ایسا کرلیتا ہے تو جائز ہے لیکن اگر اتنی شدید ضرورت نہ ہو تو رات میں استعمال کرنا احتیاط کے زیادہ قریب ہے، اختلاف سے نکلنے کا یہ بہترین راستہ ہے۔

۵۔ ناک میں پانی ڈالنا اور کلی کرنا لیکن مبالغہ نہ کرنا: یعنی وضوء کرتے وقت کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اس میں حد سے تجاوز نہ کرنا یہ عمل بھی روزہ کی حالت میں جائز ہے، جیسا کہ لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "أسبغ الوضوء وخلل بين الأصابع وبالغ في الاستنشاق إلا أن تكون صائما" (سنن الترمذی: أبواب الصوم، باب ماجاء فی کراهية مبالغة الاستنشاق للصائم، حدیث: ۷۸۵۔ (صحیح))، (وضوء اچھے سے کرو اور انگلیوں کے بیچ میں خلال کرو اور استنشاق میں مبالغہ کرو مگر یہ کہ تم روزہ سے ہو تو استنشاق میں مبالغہ نہ کرو)۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ ہر کام جیسے کرتے ہو ویسے ہی کرو بس ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے میں اس حد تک نہ پہنچ جاؤ کہ جس طرح عام حالات میں ہوتے ہو، کیوں کہ عام حالات میں اگر پانی اندر چلا جاتا ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر روزہ کی حالت میں پانی اندر چلا گیا تو علماء کے راجح قول کے مطابق اگر وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے تو اس کا روزہ فاسد ہوجائے گا لیکن اگر بلا قصد کے پانی کا قطرہ اندر جاتا ہے تو ان شاء اللہ کوئی حرج نہیں جیسے غبار یا کوئی مکھی یا کیڑے وغیرہ کبھی اچانک حلق میں چلے جاتے ہیں۔

۶۔ پچھنا لگوانا (حجامہ کروانا): جسم میں موجود فاسد خون کو باہر نکلوانے کا نام پچھنا لگوانا ہے، روزہ کی حالت میں بھی یہ عمل اس کے لئے جائز ہے جس کو اس عمل کی وجہ سے کمزوری نہ لاحق ہو، اور جس کو کمزوری لاحق ہو اس کے لئے ممنوع ہے۔

اس مسئلہ میں دونوں طرح کی روایت موجود ہے لیکن اکثر علماء نے منع والی حدیث کو منسوخ قرار دیا ہے، لہذا یہ عمل روزہ کی حالت میں جائز ہے، جیسا کہ صحیح بخاری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: "أن النبي ﷺ احتجم وهو صائم" (صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب الحجامة والقيء للصائم، حدیث: ۱۹۴۰)، (نبی کریم ﷺ نے حجامہ کروایا اس حال میں کہ آپ ﷺ روزہ سے تھے)۔

یہ چند ایسے امور ہیں جن کے بارے میں ہر سال کثرت سے سوالات کئے جاتے ہیں کہ آیا ان کا کرنا جائز ہے یا نا جائز اس لئے کتاب وسنت کی روشنی میں ان کی وضاحت کردی گئی ہے۔ وباللہ التوفیق

ہم نے جو کچھ یہاں لکھا ہے اگر وہ درست ہے تو اللہ کا فضل ہے اسی کی جانب سے ہے اور اگر میں غلطی پر ہوں تو یہ میری اور شیطان کی جانب ہے اللہ اور اس کے رسول ان سے بری ہیں۔ اللہ رب العالمین ہمیں نیک عمل اور اخلاص کی توفیق عطا کرے، اور جو عمل کریں خالص اس رضا کی خاطر کریں، اور ہمارے عمل میں وہ درستگی عطا کر جو ہمارے لئے جہنم سے نجات کا ذریعہ بن جائے۔ وما علينا إلا البلاغ المبين

☆☆☆

روحانی تندرستی سے جسمانی صحتمندی اور ماحولیاتی تحفظ تک

ترجمہ: مولانا عبدالمنان سلفی شکراوی

طبّ وقائی کیا ہے؟ یہ بڑا اہم سوال ہے جس کا جواب تفصیل طلب ہے۔ عالمی طبی ومیڈیکل ادارے وتنظیمیں صحت وتندرستی کی جدید تعریف کے سلسلے میں اس بات پر متفق ہیں کہ صحت وتندرستی محض بیماری کو دور کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ انسان کے جسمانی، نفسانی اور دماغی جملہ حالات کو صحیح وسالم رکھنے کا نام ہے۔ طبّ وقائی یعنی بیماری سے بچاؤ کی تدابیر کا علم، وہ علم ہے جس کے ذریعہ فرد ومعاشرہ کو ہر قسم کی صحت وتندرستی سے بہرور کیا جاسکے۔ اور اس کے دو طریقے ہیں:

۱۔ بیماری لاحق ہونے سے پہلے ہی اس سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا اور وبا کے پھیلنے سے قبل ہی اس کی روک تھام کرنا۔

۲۔ رہن سہن، کھان پان کے طور طریقوں کو درست وچست کرکے صحت کی حفاظت کرنا، حادثات اور اعصابی تناؤ کے اسباب کی روک تھام کرنا۔

علاج ومعالجے کے علاوہ بیماریوں سے بچاؤ کی تدابیر سے متعلق اسلامی تعلیمات:

اسلام کی آمد جسمانی امراض کے علاج ہی کے لیے نہیں ہوئی اور نہ ہی قرآن کریم کوئی طب یا کیمسٹری کی کتاب ہے بلکہ اسلام کی آمد کی غرض دین ودنیا دونوں ہیں۔ اس کا مقصد روئے زمین پر ایک مثالی سماج ومعاشرے کی تعمیر ہے جہاں معاشرہ وسوسائٹی صرف اخلاقی، سیاسی، اقتصادی، فوجی ناحیے سے ہی نہیں، بلکہ صحت وتندرستی کے اعتبار سے بھی کامل ومکمل ہو۔ اس لیے اسلام چاہتا ہے کہ وہ ہمیں ایسے احکام اور بیماری سے بچاؤ کی ایسی طبی تعلیمات وہدایات عطا کرے جن پر عمل پیرا ہوکر سوسائٹی اور سماج ایسا بن جائے کہ اسے واقعی صحتمند سماج کہا جاسکے۔ اسلام کی صحت وتندرستی سے متعلق تعلیمات میں بیماری سے بچاؤ کی تدابیر کے علاوہ سبھی ناحیوں کو اہمیت دی ہے، جن میں:

اول: صاف وستھرے وپاکیزہ اسلامی ماحول سے متعلق احکامات Sanitatoin And personal Hygenic اس میں جسم، ہاتھ، دانت، ناخن، بال، لباس، کھانا، پینا، سڑکوں، گھروں، شہروں اور پانی کے وسائل مثلا نہروں اور کنووں، سب کی صفائی وستھرائی شامل ہے۔

دوم: متعدی بیماریوں کی روک تھام کے لیے احکامات Epidimiology جن میں قرنطینہ یعنی جو بیماریاں وائرس کا سبب بنتی ہیں ان سے محفوظ رہنے کے لیے الگ تھلگ رہنا، مریض کو الگ رکھنا، جس علاقے میں وبا پھیلی ہوئی ہے وہاں نہ جانا اور نہ ہی وہاں سے بھاگنا، مریض کے پاس جانے سے پہلے اور اس کے پاس سے لوٹنے کے بعد ہاتھوں کو سینی ٹائز کرنا، دواؤں کا استعمال، بچاؤ اور علاج کے لیے احتیاطی دوائیں لینا سب شامل ہیں۔

سوم: خوراک سے متعلق ہدایات Nutrition جن میں صحت کو نقصان دینے والی غذاؤں مثلا مردار، خون، خنزیر کا گوشت، ڈرگس اور شراب جیسی نشہ آور اشیاء کے استعمال سے منع کیا گیا ہے۔ جبکہ صحت بخش غذائیں مثلا خشکی وتری کے حلال جانوروں کا گوشت یا اس کی نوع بنوع شکلیں اور جس خوراک میں بھی غذائیت پائی جاتی ہو سب کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اسی طرح اسلام نے غذائی نظام کو بھرپور اہمیت دی ہے اور کھانے پینے میں اسراف وفضول خرچی، بغیر بھوک کے کھانے اور اتنا زیادہ کھانے سے منع فرمایا ہے کہ انسان بدہضمی کا شکار ہوجائے۔

چہارم: جنسی امراض سے صحت وعافیت Sex Hygene اس لیے اس نے زنا، لواطت اور جلق کو حرام قرار دیا ہے۔ اسی طرح رہبانیت (تجرد کی زندگی گزارنا)، عورتوں سے علیحدگی، حالت حیض ونفاس میں عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرنے سے منع کیا ہے اور حیض اور جماع کے بعد غسل کرنے کا حکم دیا ہے۔

پنجم: نفسیاتی ودماغی صحت Mental And Psychic Hygene یعنی دماغی تناؤ کے اسباب کی روک تھام کے لیے تعلیمات وہدایات بایں طور کہ اللہ تعالیٰ پر، تقدیر پر ایمان لانے کا حکم، سختی، آزمائش، مصیبت اور بیماری کے حالات میں صبر وتحمل سے کام لینے کا حکم، ناامیدی اور خودکشی کی حرمت، لوگوں کی زندگی کا بوجھ ہلکا کرنے کی غرض سے باہمی تعاون اور ایک دوسرے پر رحم وکرم کا معاملہ رکھنے کا حکم اور معاشرے میں ہر قسم کی کشیدگی کے اسباب مثلا جوا، سٹا، سود اور غیر مناسب کھیل کود اور شور وغوغا کی ممانعت۔

ششم: کارہائے خیر کے لیے جدوجہد کی ترغیب، دستکاری، حرکت وعمل، ورزشی کھیلوں، کشتی، گھڑسواری، تیراکی، نشانہ بازی نیز جملہ مسابقاتی سرگرمیوں ومقابلہ آرائیوں کے ذریعہ جسمانی صحت وتندرستی Body Built کی ہمت افزائی، اس کے برعکس موٹاپا، توند نکلنا اور سستی وکاہلی کی حوصلہ شکنی اور ان پر ناپسندیدگی کا اظہار۔

مندرجہ بالا صراحت سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگئی کہ اسلام نے بیماری سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر وکوششوں کو ہر ناحیے سے واضح کیا ہے اور ہمارے لیے صحت وتندرستی کا ایک دستور بناکر پیش کردیا ہے جو صحت سے متعلق جملہ پائیدار بنیادی تعلیمات وہدایات پر مشتمل ہے اگر ان پر عمل پیرا ہوا جائے تو ایک مثالی صحتمند سماج تشکیل پاجائے۔

بیماری سے بچاؤ کی تدابیر کا اہتمام لیکن علاج سے متعلق خاموشی!

حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک بیمار صحابی کی عیادت

کے لیے تشریف لے گئے۔ مریض کو دیکھنے کے بعد اس کے لیے دعا فرمائی اور اس کے گھر والوں سے کہا: اس کے لیے طبیب (ڈاکٹر) کو بلاؤ۔ انہوں نے تعجب سے کہا: اے اللہ کے رسول آپ ایسا فرمارہے ہیں؟ (یعنی علاج کے لیے طبیب کے بلانے کو انہوں نے عجیب سمجھا) آپ نے فرمایا: ہاں۔ اے اللہ کے بندو! دوا کراؤ کیوں کہ اللہ نے ایک بیماری کے علاوہ کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری ہے مگر ساتھ ہی اس کی دوا بھی اتاری ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ ایک لاعلاج بیماری کیا ہے؟ فرمایا: بڑھاپا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ بیمار ہوتے تو اپنا علاج خود نہیں فرماتے بلکہ اپنے علاج کے لیے طبیبوں کو بلانے کے لیے کہتے۔ اس سلسلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آخری عمر میں بیمار پڑتے تو آپ کے پاس عرب اطباء آتے اور آپ کے علاج کے لیے نسخے تجویز فرماتے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہاں اسلام نے بیماری سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنے کا اہتمام کیا ہے وہیں علاج ومعالجہ کو لوگوں کی اپنی کوشش وجدوجہد پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ دین میں نقص نہیں ہے بلکہ اس سے بہت بڑی حکمت مقصود ہے۔ طبّ وقائی (بیماریوں سے بچاؤ کی تدابیر) سماج ومعاشرے نیز بڑے پیمانے پر عوام الناس کی صحت وتندرستی کے لیے ضروری ہے جو کہ مذاہب کے پیغام میں شامل ہے اس ناحیے سے کہ بدن صحتمند ہوگا تو دین پر عمل کرنا آسان ہوگا۔ بے شک سماج کی حفاظت دین کی حفاظت ہے۔ رہی بات طبی علاج یعنی مرض کی تشخیص اور طبی نسخوں اور آپریشن کے ذریعہ اس کا علاج تو یہ دین کا عمل یا اس کا پیغام نہیں ہے۔ ساتھ ہی یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ طب وقائی کے اصول وضابطے عام وثابت شدہ حقائق میں سے ہیں جن میں ہر زمان ومکان کے حالات سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت ہے۔ جبکہ طبی تحقیقات نئی نئی دواؤں کے انکشافات اور سائنسی آلات کی ایجادات کے ساتھ ہی ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم امت مسلمہ کو ہر زمانے میں کسی خاص علاج کے ساتھ کیونکر مقید کر سکتے تھے۔ تب تو ریسرچ اور ایجادات میں ترقی ہی نہ ہو پاتی اور لوگ ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے اور نئی ایجادات سے مستفید ہی نہ ہو پاتے۔

اب ہم پھر طب وقائی کی طرف آتے ہیں اور مختلف میدانوں خاص کر صحت یعنی ماحولیات کے تحفظ اور وبائی امراض سے مقابلے کے علم کے سلسلے میں اسلام نے جو تعلیمات وہدایات دی ہیں ان کی بعض مثالیں بیان کرتے ہیں۔

ماحولیات کے تحفظ پر اسلام کی توجہ: ماحولیات کے تحفظ کا مقصد ہے کہ ایسا صحتمند ماحول پیدا کرنا کہ صفائی ستھرائی کے چلتے بیماریاں دراندازی نہ کرسکیں۔ اسی لیے اسلام نے صفائی ستھرائی کا اتنے اعلیٰ پیمانے پر اہتمام کیا ہے کہ کوئی اور آسمانی دین یا نیا اور پرانا زمینی دھرم دور دور تک بھی اس کے مقابلے میں نظر نہیں آتا۔ جب قرآن کریم کی پہلی سورت (القلم) نازل ہوئی تو اس نے علم کے فروغ پر زور دیا جبکہ اس کے معا بعد دوسری سورت (مدثر) نازل ہوئی تو اس نے وثیابک فطھر کہہ کر نظافت، پاکی وصفائی کا حکم دیا۔

اسلام اکیلا مذہب ہے جس نے صفائی وستھرائی کو عبادات کا جز قرار دیا ہے۔ اسلام کے اصول ومبادی میں اسلام میں داخل ہونے کے لیے پہلا قدم غسل کرنا بتایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے پہلے اس کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ وضو جس میں ہاتھ، چہرہ اور پیر دھوئے جاتے ہیں کے بغیر نماز کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ صفائی ستھرائی کے سلسلے میں اسلام کی خاص اصطلاحات ہیں وہ نقصان دہ جراثیم اور پرجیویوں کو خبث، خبائث، گناہ اور شیطان کا نام دیتا ہے جبکہ صفائی ستھرائی کو طہارت کے نفیس نام سے تعبیر کرتا ہے اور گندگی کو نجاست کہتا ہے۔ مثلا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے ناخنوں کو نہ بڑھنے دو کیونکہ بڑے ہونے پر شیطان ان کے اندر بیٹھ جاتا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا: جب بندہ وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے تو گناہ اس کے منہ سے اور جب ناک میں پانی ڈالتا ہے تو ناک سے نکل جاتے ہیں۔ شریعت کی ان تعبیرات میں بڑی حکمت ودانائی پوشیدہ ہے۔

چودہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ قبل جب اسلام کی آمد ہوئی تو انسان بیماریوں سے لڑنے کے سلسلے میں پاکی وصفائی کی اہمیت وضرورت سے بالکل ناواقف تھا۔ وہ یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ جراثیم اور پرجیوی کیا ہوتے ہیں۔ اس لیے اسلام نے ان چیزوں کا ان ناموں سے ذکر نہیں کیا بلکہ لوگوں کو ایسے الفاظ سے مخاطب کیا جو ان کی عقل وفہم سے میل کھاتے تھے۔ اس نے صفائی وستھرائی کو عقیدہ سے ہی مربوط نہیں کیا اور عبادت ونماز کی تعلیمات کا اٹوٹ حصہ ہی قرار نہیں دیا بلکہ ایمان باللہ کا جز قرار دے دیا۔ جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''نظافت آدھا ایمان ہے۔'' دوسری روایت کے الفاظ ہیں: ''نظافت ایمان سے ہے۔'' اس طرح اسلام نے نظافت، صفائی وستھرائی کو محض بیماری کے ڈر سے لازم وضروری قرار نہیں دیا بلکہ اسے ایسا عقیدہ وکردار بنا دیا جس کی پاسداری زندگی کے تمام امور میں ایک مسلمان کے لیے لازم وضروری قرار پائی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے کہ نظافت وصفائی مرض سے بچاؤ کا ذریعہ بننے سے پہلے بذات خود ایک مقصد کی شکل اختیار کر گئی۔

اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا، بلکہ اگر گندگی کا کوئی مادہ انسان کے کپڑے، جسم، کھانے، پینے کی اشیاء، کھانے کے برتن، بلکہ کمرے کے فرش یا سڑک کی زمین پر لگ جائے، اسی طرح پینے یا وضو کے لیے استعمال ہونے والے پانی، چاہے پانی کنویں میں ہو یا نہر میں بھی پڑ جائے تو وہ گندہ کہلائے گا اور اس وقت تک پاک نہیں ہوگا جب تک کہ اس گندگی کو اس سے نکال نہ لیا جائے اس شرط کے ساتھ کہ اس کا رنگ، بو اور مزہ نہ بدلا ہو۔ گندگی کے مادوں میں خون، پیشاب، پاخانہ، منی، شراب، کتے کا لعاب، خنزیر کا گوشت اور ہر سڑی ہوئی چیز جیسے مردہ حیوانات کے باقیات سب شامل ہیں۔ نظافت وصفائی کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وفرامین سے بعض مثالیں پیش کرنا مناسب ہوگا:

۱۔ بدن کی نظافت کے سلسلے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ہر مسلمان پر

(اللہ تعالی کا) حق ہے کہ ہر سات دن میں ایک دن، جمعہ میں غسل کرے جس میں اپنے سر و بدن کو دھوئے۔(بخاری)

۲۔اسلام جسم کے ایسے حصوں کو ہٹانے کا حکم دیتا ہے جن کے نیچے گندگی جمع ہوسکتی ہے چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: پانچ باتیں فطرت سے ہیں۔ زیرناف کے بال مونڈنا، ختنہ کرنا، مونچھوں کو کاٹنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا اور ناخن کاٹنا۔(ترمذی)

۳۔جراثیم سب سے زیادہ ہاتھوں کے ذریعہ سے پھیلتا ہے۔ مریض کو سلام کرنا، آلودہ کھانے کو چھونا، کوڑے کو اٹھانا یا قضائے حاجت کے بعد ہاتھوں کا گندگی سے آلودہ ہونے کا امکان رہتا ہے۔ بیمار شخص کے پیشاب پاخانے سے فراغت کے بعد کیڑے ہاتھوں کی طرف منتقل ہوجاتے ہیں اور ناخنوں میں ان کے چھپے رہنے کا قوی امکان رہتا ہے اور یہاں سے وہ ایک تندرست انسان تک پہنچ سکتے ہیں۔ ان کیڑوں وجراثیم میں اکسیور اور تینیا Taenpa کیڑے اور ان کے علاوہ ٹائفائیڈ اور پیچش کی بیماری کا سبب بننے والے جراثیم آنتوں میں کینسر، متعدی ہیپاٹائٹس کے جراثیم یہ سب ہاتھوں کے واسطے سے صحتمند انسان تک منتقل ہوتے ہیں۔ اس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے نیچے سے بھی جھڑ جاتے ہیں۔'' کی پوری طرح وضاحت ہوجاتی ہے۔ اسلام نے ہاتھ دھونے کا حکم صرف نماز کے وقت ہی نہیں دیا ہے بلکہ کھانے سے پہلے اور بعد، سونے سے پہلے اور اس کے بعد، مریض کے پاس جانے اور اس کے پاس سے نکلنے کے وقت بھی اس کا حکم ہے۔ مثال کے طور پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان بڑا احساس ہے (ہاتھ میں لگی ہوئی چیز کو وہ چاٹے بغیر نہیں رہتا) اس سے اپنے آپ کو بچاؤ، تم میں جو رات گزارے اور اس کے ہاتھ میں چکنائی وغیرہ لگی ہو اور اسے کچھ ہوجائے تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرنے کے سوا کچھ نہیں کرسکتا۔(ترمذی)

۴۔ اسلام نے دانتوں کی صفائی کا بھی بڑا خیال رکھا ہے، چنانچہ کلی کرنے، مسواک کرنے، دانتوں میں کھانے کے ذرات پھنسے ہوئے ہوں ان کے نکالنے کے لیے خلال کرنے، انہیں نگلنے کے بجائے پھینکنے کا حکم دیا ہے۔ مسواک کے بارے میں ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''مسواک منہ کی صفائی اور رب کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔''

۵۔اسلام نے ناک، آنکھوں، بال، پیروں اور پوشاک کی صفائی کا اہتمام کیا ہے جن کی الگ الگ تفصیل بیان کرنے کا یہاں موقع نہیں ہے۔

۶۔کھانے پینے کے سامان کے صاف ستھرا رکھنے کی اسلام نے بڑی سخت تاکید کی ہے۔ چنانچہ حکم ہے کہ کھانے کے برتنوں کو بار بار صاف کیا جائے۔ پہلے زمانے میں عربوں کے یہاں صابن نہیں تھا تو مٹی سے رگڑ رگڑ کر چکنائی وغیرہ صاف کرنے کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح کھانے پینے کی اشیاء کو کھلا رکھنے سے بھی منع فرمایا تاکہ اس میں دھول مٹی یا مکھی اور کیڑے مکوڑے نہ گر جائیں۔ اگر کسی نے نجس چیزیں چھولی ہیں تو بغیر ہاتھ دھوئے کھانے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''اپنے مشکوں کو ڈاٹ لگالو اور اللہ کا نام لو اور اپنے برتنوں کو ڈھانپ دو اور اللہ کا نام لو۔''(مسلم) آپ نے یہ بھی فرمایا: برتن ڈھانپ دو اور مشک بند کردو اس لیے کہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا (بیماری) اترتی ہے، پھر وہ وبا جو برتن یا مشک کھلا پاتی ہے اس میں سما جاتی ہے۔(مسلم)

ہماری کس قدر خواہش ہوتی ہے کہ خوردونوش کے سامان کی پھیری لگانے والے، سبزی فروش اور دیگر خوردونوش کے سامان کے دوکاندار صفائی ستھرائی کا اہتمام والتزام کریں اور اس سے متعلق احادیث پر عمل پیرا ہوں۔ وہ کھانے کی چیزوں کو شیشہ بند اور مضبوط کنٹینرز میں رکھیں اور ان پر یہ احادیث لکھ کر چسپاں کردیں تاکہ لوگوں کو دینی احکام کی بھی معلومات حاصل ہوجائے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ پوری جماعت باری باری ایک ہی برتن سے پانی پیے یا سب لوگ ایک ہی جگہ منہ لگا کر پئیں، کیونکہ اس سے پینے کی اشیاء میں بدبو آئے گی اور بہت سے امراض جیسے حلق اور منہ کی سوزش اور انفلوانزا کے جراثیم ایک دوسرے میں منتقل ہوسکتے ہیں۔ اسی لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزے میں منہ لگا کر پینے سے منع فرمایا۔(ابوداؤد)

۷۔ پانی کے ذرائع مثلا نہروں وکنوؤں کی صفائی ستھرائی کا بھی اسلام نے خاص خیال رکھا ہے چنانچہ انہیں آلودہ کرنے، ان میں کوڑا کرکٹ یا گندگی ڈالنے سے سختی سے منع کیا ہے۔ اسی طرح ان میں یا ان کے کناروں پر پیشاب پاخانہ کرنے سے بھی منع کیا ہے کیونکہ آلودہ پانی ہیضہ، ٹائیفائڈ، بچوں میں پولیو اور متعدی جگر کی سوزش کا سبب بنے گا۔ پانی میں پیشاب کیا جائے گا تو سسٹوسومیاسس ہوگا اور کنارے پر پیشاب پاخانہ کیا جائے گا تو اس کا پانی پینے سے پیٹ میں ہک وارم (چنونے) پیدا ہوں گے۔

۸۔انہیں اسباب کی بنا پر فقہاء اسلام، جس پانی میں پیشاب وپاخانہ واقع ہوجائے اسے نجس مانتے ہیں اور اس سے وضو یا غسل کرنا نیز اسے پینا جائز نہیں ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: تین ایسی چیزوں سے بچو جو لعنت کا سبب ہیں۔ مسافروں کے وارد ہونے کی جگہ پر، سایہ دار درختوں کے نیچے اور عام راستوں پر قضائے حاجت کرنے سے بچو۔(ابن ماجہ) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے پھر اسی میں غسل کرنے لگے اور وضو کرے کیونکہ عام وسوسے اسی سے ہوتے ہیں۔

۹۔اسلام گھروں، سڑکوں اور پورے شہر کو صاف ستھرا رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ گھروں میں کوڑا اڈالنے اور اسے وہاں جمع کرنے یا اسے سڑکوں پر پھینکنے سے منع کرتا ہے اور مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ کوئی چیز اگر راستے میں پڑی ہوئی مل جائے تو

اسے وہاں سے ہٹا دیا جائے۔اسی طرح راستے میں پیشاب پاخانہ کرنے یہاں تک کہ تھوکنے سے بھی منع کیا ہے۔اس سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:اللہ تعالیٰ پاک ہے پاکی کو پسند کرتا ہے،صاف ہے،صفائی کو محبوب رکھتا ہے تو اپنے گھروں کے صحنوں اور محلوں کو صاف ستھرا رکھو اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو۔(ترمذی)آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔چنانچہ فرمایا:جس نے ہانڈی کی سیاہی کو مسلمانوں کے راستوں میں سے کسی راستے میں دھویا تو اس پر اللہ،اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت واجب ہوگئی۔(طبرانی)اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی فرماتے ہیں کہ جس نے اللہ کا نام لیا اور لوگوں کے راستے سے پتھر،درخت اور ہڈی کو اٹھا کر ہٹا دیا تو وہ ایسے چلا جیسے اس نے اپنے آپ کو جہنم سے دور کر دیا ہو۔راستے میں تھوکنے سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زمین پر تھوکنا گناہ کا کام ہے اور اس کا کفارہ اسے دبا دینا ہے۔'' یہ بات بہت مشہور ہے کہ زمین پر تھوکنے سے بہت سی بیماریاں لوگوں میں منتقل ہو جاتی ہیں جن میں سب سے زیادہ جو بیماری پھیلتی ہے وہ سِل(پھیپڑے کی بیماری)ہے۔

اسلام میں وبائی امراض کی روک تھام:اس سلسلے میں اسلام کے اندر ایسی تعلیمات وہدایات پہلے سے موجود ہیں جن کا جدید میڈیکل سائنس میں بہت بعد میں انکشاف ہوا ہے:

اسلام میں یہ حکم ہے کہ متعدی امراض کے مریضوں کو الگ تھلگ رکھا جائے۔اور ان کا میل جول تندرست لوگوں سے نہ رہے۔جیسا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:**لایورد ممرض علی مصح**. ترجمہ:کسی بیمار کو صحتمند کے پاس نہ لایا جائے۔''(بخاری)حدیث کے اندر ممرض(بیمار کرنے والے)کا لفظ آیا ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ مریض جو دوسروں کو بھی بیمار کر دے یعنی لگنے والی بیماری کو دوسروں تک منتقل کر دے۔

اسلام صحتمند لوگوں کو حکم دیتا ہے کہ جب تک لگنے والی بیماریوں کی وبا ختم اور ماحول پر امن نہ ہو جائے متعدی بیماریوں کے مریضوں سے دور رہیں۔اس سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:بے شک(متعدی بیماری کے مریض کے)ساتھ لگے رہنے میں نقصان(ہلاکت)ہے۔''اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی قرنطینہ کی بنیاد ڈال دی تھی یعنی جس طرح کوڑھ کے مریض کے ٹھیک ہونے کی امید نہیں ہوتی اسی طرح کا کوئی اور مریض ہو تو اسے علیحدہ کر دیا جائے۔اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:''کوڑھی اور اپنے درمیان ایک نیزہ یا دو نیزہ کا فاصلہ بنا کر رکھو۔''

اسلام نے وبا کے سلسلے میں آج کے موڈرن ضابطوں سے بھی زیادہ سنگین ضابطے بنائے ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جب تم سنو کہ کسی زمین میں وبا پھیلی ہوئی ہے تو وہاں نہ جاؤ،اور اگر جہاں تم ہو،وہاں کوئی وبا واقع ہو جائے تو اس سے بھاگنے کی نیت سے نکل کر مت جاؤ۔

اسلام نے لوگوں کے منہ پر چھینکنے سے منع فرمایا ہے۔کیونکہ اس سے انفلوانزا،گلے کی سوزش جیسے امراض پھیلتے ہیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرے کو اپنی دونوں ہتھیلیوں یا اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔

ماحولیات کی حفاظت اور وباؤں کی روک تھام کا موضوع بہت ہی طوالت کا متقاضی ہے لیکن یہاں اس سلسلے میں مختصرا اسلامی تعلیمات کو بیان کر دیا گیا ہے،ان تعلیمات کو جب تک لوگ عقیدہ واخلاق کی حیثیت سے برتتے تھے تو ان کے خاطر خواہ اثرات بھی نظر آتے تھے۔

مذکورہ تعلیمات کے اثرات:یوروپین مؤلفین جنہوں نے اسپین میں مسلمانوں کی ترقی کے دور یا مشرق میں صلیبی جنگوں کے دوران کی کہانیاں بیان کی ہیں اس عنوان پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں جن میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ بغداد،دمشق،قاہرہ جیسے اسلامی شہر دنیا کے نفیس ترین شہر خیال کیے جاتے تھے۔تاریخ کے اندر یہ اولین شہر ہیں جن میں سڑکیں تعمیر کی گئیں ان پر فٹ پاتھ بنائے گئے اور ان پر روشنی کا انتظام کیا گیا۔یہ ہی نہیں عربوں کے یہاں خاص قسم کے ہسپتال تھے جن میں موسیقی بجائی جاتی تھی،قرنطینہ کا نظام تھا،علاج ومعالجہ کی پوری دیکھ بھال ہوتی تھی،وہاں وبائی امراض ہوتے ہی نہ تھے۔

برنارڈ شا اپنی کتاب Dilemma Doctors میں ذکر کرتے ہیں کہ جب برطانیا نے عالم اسلام میں نوآبادیاتی نظام قائم کیا تو جزائر سینڈوِیچ کے باشندوں کو اسلام ترک کرنے پر مجبور کیا لیکن اسے اپنے مقصد میں اس وقت تک خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی جب تک کہ ان کے درمیان زبردست وبائی امراض نہ پھیل گئے اور صفائی وستھرائی سے متعلق دین اسلام کی تعلیمات کو انہوں نے خیر باد نہ کہہ دیا۔تو اس طرح اسلام،انسانیت کی تاریخ میں ایسا اولین مذہب بن گیا جس نے بیماری سے متعلق احتیاطی تدابیر کو چودہ سو سال قبل عقیدہ سے مربوط کر دیا ہے اور بڑی کامیابی کے ساتھ اس پر کاربند ہے۔اور دوسری دنیا اب ان تعلیمات کی پناہ میں آ رہی ہے۔

وباؤں کی روک تھام اور صحت کی بہتری کی لیے نظریاتی طریقہ:جدید دوائیں اور موڈرن آلات کے ذریعہ علاجی طب میں حیرت انگیز ترقی کے باوجود،طب میں اصلی بنیاد''بچاؤ علاج سے بہتر ہے'' کا اسلامی فارمولہ ہی کارآمد ثابت ہو رہا ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ نظریاتی طریقہ یعنی صحت وصفائی کی تعلیمات کو امت کے عقیدہ سے مربوط کر دیا جائے۔اور اسے زندگی کی روز مرہ ضروریات ہی نہیں بلکہ سیاسی اور تہذیبی ضروریات کا اٹوٹ حصہ مان لیا جائے۔جنہیں اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی اختیار کیا تھا اور وہ زبردست کامیابی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

(عربی سے ترجمہ)

☆☆☆

شادی بیاہ اور اسلام

مولانا ابوعدنان سعید الرحمٰن بن نور العین سنابلی

اللہ تعالیٰ نے اس روئے زمین کو ایک مرد اور ایک خاتون کے ذریعہ آباد کیا۔ آدم علیہ السلام اور حواء علیہا السلام انسانیت کی اصل اور بنیاد ہیں۔اس کے بعد شریعت اسلامیہ نے انسان کی حیوانی خواہشات کی تکمیل، افزائش نسل اور دنیا سے جنسی جرائم کے سدباب کے لئے شادی جیسے مبارک رشتہ کو مشروع قرار دیا ہے۔شادی بیاہ کے تعلق سے اسلامی تعلیمات انتہائی واضح اور بے حد روشن ہیں۔شریعت اسلامیہ نے انسان کے لئے شادی بیاہ کے مکمل ضابطے کی وضاحت فرمائی ہے اور شادی سے متعلق جملہ اصول وہدایات کی طرف رہنمائی کی ہے کہ شادی کی مناسب عمر کیا ہے؟ ایک مسلمان کو کن بنیادوں پر رفیقہ حیات کا انتخاب کرنا چاہئے؟ وغیرہ وغیرہ۔

ایک طرف شریعت اسلامیہ کے ذریعہ متعین کردہ شادی کے اصول وضابطے ہیں اور دوسری طرف ہم مسلمانوں کا طرز عمل ہے۔ہم نے موجودہ دور میں شادی کو اس قدر دشوار امر بنادیا ہے کہ شادی کے تصور سے ہی لڑکی والے لرزہ براندام ہوجاتے ہیں اور ان کی پوری زندگی کی کمائی جہیز، پرشکوہ دعوت، باراتیوں کے استقبال اور مختلف رسم ورواج کی انجام دہی کی نذر ہوجاتی ہے۔دوسری طرف اپنے گھر کی خواتین نے مہندی، پانی بھرائی، ہلدی اور نہ جانے کون کون سے رسوم ورواج ایجاد کر لئے ہیں جن میں ہر مناسبت سے اسراف وفضول خرچی کے ایسے مظاہرے ہوتے ہیں کہ شیطان بھی شرما جائے۔مہندی کی مناسبت سے مخصوص کپڑے، ہلدی کی مناسبت سے مخصوص لباس بلکہ چوڑیاں اور چپل بھی لباس ہی سے آہنگ ہوں۔غرضیکہ ہم نے شادیوں کو اس قدر مشکل بنادیا ہے کہ وطن عزیز میں مسلم گھرانوں میں اس کی وجہ سے بہت سی بیماریاں اور خرابیاں جنم لینے لگی ہیں۔اس کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ ہم اپنی بہنوں، بیٹوں کی شادی وقت پر نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ دیگر اقوام کے لڑکوں کے ساتھ شادیاں کررہی ہیں جو کہ انتہائی افسوسناک وتشویشناک ہے جبکہ مذہب اسلام نے شادیوں کو حد درجہ آسان بنایا ہے۔اس قدر آسان کہ مشہور صحابی رسول عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ شادی کے بندھن میں بندھ جاتے ہیں اور رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے جسم پر لگے رنگ سے ہوتی ہے۔

زیر نظر مضمون میں شادی بیاہ کے مسائل کو موضوع گفتگو بنایا گیا ہے۔اس امید سے کہ شادی بیاہ سے متعلق کچھ باتیں آپ قارئین کے سامنے پیش کی جائیں تاکہ شادی بیاہ کے موقع پر انجام دیئے جانے والے کچھ رسوم ورواج کا سدباب ہوسکے اور ہم اپنی شادیوں کو آسان بناسکیں۔

جائز طریقہ سے شہوت کی تکمیل بھی باعث اجر ہے: سب سے پہلے ہمیں اپنے دل میں یہ بات ذہن نشین کرنی چاہئے کہ انسان جب جائز طریقہ سے اپنی خواہش کی تکمیل کرتا ہے، تو اس پر اسے اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض پرداز ہوئے، اے اللہ کے رسول! مالدار لوگ اجر وثواب اکٹھا کر گئے۔وہ بھی اسی طرح نماز ادا کرتے ہیں جس طرح ہم کرتے ہیں اور جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں، وہ بھی روزے رکھتے ہیں لیکن وہ لوگ اپنے زائد مال سے صدقہ وخیرات بھی کیا کرتے ہیں۔

یہ سن کر اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایسا نہیں کیا کہ تم صدقہ کرسکو۔بلاشبہ ہر تسبیح (سبحان اللہ کہنا) صدقہ ہے، ہر تکبیر (اللہ اکبر کہنا) صدقہ ہے اور ہر تحمید (الحمدللہ کہنا) صدقہ ہے۔لا الہ الا اللہ پڑھنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ کے صحیح استعمال میں بھی صدقہ ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کوئی اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اسے اس پر بھی اجر وثواب ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقہ سے پوری کرتا تو کیا اسے گناہ نہیں ملتا؟ اسی طرح سے جب وہ حلال ڈھنگ سے اسے استعمال کرے گا تو اسے اجر وثواب حاصل ہوگا۔(صحیح مسلم/۱۶۷۴)

اس حدیث پر غور کیجئے کہ اس میں انسان کو کتنی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے کہ انسان شادی کے بعد جائز طریقہ سے اپنی خواہش کی تکمیل کرتا ہے تو اسے اس پر اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔اگر ہمارے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تعلیم نقش ہوجائے تو یقین جانئے کہ بدکاری اور زناکاری کا خاتمہ ہوجائے گا۔

شادی میں جلدی کرنا: ہمارے معاشرہ کی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ بغیر کسی عذر کے شادیوں میں تاخیر کی جاتی ہے۔لڑکے لڑکیاں جوانی کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور ان کے لئے رشتے بھی موجود ہیں لیکن پھر بھی شادی میں بلاوجہ ٹال مٹول کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے فحاشی وبدکاری پھیلتی ہے جبکہ مذہب اسلام نے شادی بیاہ کو انتہائی آسان بنایا ہے۔اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے شادی میں جلدی کرنے کی تاکید کی ہے اور کہا

ہے:"یا معشر الشباب، من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج، فانہ أغض للبصر و أحسن للفرج و من لم یستطع فعلیہ بالصوم،فانہ لہ وجاء" یعنی اے نوجوانو کی جماعت! تم میں سے جو شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو،اسے چاہئے کہ وہ شادی کرے۔اس لئے کہ وہ نگاہوں کو نیچی کرتی ہے اور شرم گاہ کی محافظ ہے۔ہاں،اگر کسی کے پاس شادی کی طاقت نہ ہوتو اسے روزہ رکھنا چاہئے کیونکہ روزہ اس کے لئے ڈھال ہے۔"(صحیح بخاری/۵۰۶۶وصحیح مسلم/۱۴۰۰)

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"یا علی! ثلاث لا تؤخرھا: الصلاۃ اذا أتت، والجنازۃ اذا حضرت والأیم اذا وجدت لھا کفئا" اے علی رضی اللہ عنہ! تین کام ہیں جن میں جلدی کرنا چاہئے۔ایک نماز جب اس کا وقت آجائے۔دوسرے جنازہ جب کہ وہ تیار ہوجائے۔تیسرے بن بیاہی عورت کا نکاح جب کہ اس کا مناسب رشتہ مل جائے۔"(ترمذی/۱۵۶،السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۳۳/۷، حاکم/۲۶۳۶،شیخ البانیؒ نے مشکوٰۃ المصابیح/۶۰۵ میں اسے حسن قرار دیا ہے۔)

شادی میں بلاوجہ تاخیر اسلامی تعلیمات کے خلاف اور ان گنت برائیوں کا پیش خیمہ ہے۔والدین کو چاہئے کہ وہ اس سمت میں خصوصی توجہ دیں کیونکہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :"اذا خطب الیکم من ترضون دینہ و خلقہ فزوجوہ، الا تفعلوا تکن فتنۃ و فساد عریض" یعنی جب تمہارے پاس کسی ایسے انسان کا پیغام آئے جس کی دینداری اور اخلاق مندی سے راضی ہوتو پھر رشتہ کردیا کرو۔ایسا نہیں کروگے تو فتنہ اور لامتناہی فساد کا سلسلہ شروع ہوجائے گا۔(سنن ترمذی/۱۰۸۴،سنن ابن ماجہ/۱۹۶۷،شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔)

رشتوں کا معیار: دنیا کا دستور ہے کہ جب شادی کا فیصلہ ہوتا ہے تو اس کے لئے رفیقہ حیات کے انتخاب کا کام شروع ہوتا ہے۔سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک انسان کو اپنی شریک حیات کے انتخاب میں کن اہم چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔اس تعلق سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"تنکح المرأۃ لأربع: لمالھا، ولحسبھا ولجمالھا، ولدینھا،فاظفر بذات الدین تربت یداک" یعنی عورتوں سے چار باتوں کے پیش نظر نکاح کیا جاسکتا ہے۔اس کے مال کے پیش نظر، اس کے حسب (خاندان) کے باعث، اس کے حسن کی خاطر اور دینداری کے باعث۔تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں (یہ جملہ کبھی تعجب اور کبھی تنبیہ وغیرہ کے لئے بولا جاتا ہے) تجھے تو دین دار عورت حاصل کرنا چاہئے"(بخاری/۴۸۰۲، صحیح مسلم/۴۱۶۶)

اس حدیث پر غور کریں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ایک طرف دنیا کے اندر رائج رفیقہ حیات کے انتخاب کا طریقہ بتایا تو دوسری طرف اس بات کی رہنمائی بھی فرمائی کہ ایک مسلمان کو کس قسم کی لڑکی کا انتخاب کرنا چاہئے۔دنیاوی مال و منال فانی ہے۔خوبصورتی کو بھی لوگ معیارِ انتخاب بناتے ہیں لیکن عورت کا حسن و جمال گھروں کے امن وسکون کی ضمانت نہیں دے سکتا۔خاندانی جاہ وجلال کسی بھی طرح سے انسان کے لئے مفید نہیں۔"من بطأ بہ عملہ، لم یسرع بہ نسبہ" (صحیح مسلم/۲۶۹۹) کہہ کر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیا ہے کہ حسب و نسب انسان کے لئے کسی بھی طرح سے مفید نہیں ہے۔ہاں،اگر کوئی دینداری کو معیارِ انتخاب بناتا ہے تو ایسا انسان خوش نصیب ہے۔ایک دیندار لڑکی شرعی تعلیمات سے آشنا ہوتی ہے۔وہ اپنے گھر کو امن کا گہوارہ بناتی ہے۔اپنے شوہر کو اپنے سر کا تاج سمجھتی ہے اور اپنی اولاد کی اسلامی بنیادوں پر تربیت کرتی ہے۔چنانچہ دینداری ہی کو معیارِ انتخاب بنانا چاہئے اور اس پہلو کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

نکاح کی اہمیت: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"النکاح من سنتی، فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی" یعنی نکاح میری سنت ہے اور جو میری سنت پر عمل نہیں کرے گا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔(سنن ابن ماجہ/۱۸۴۶، یہ حدیث حسن ہے۔)

مشہور حدیث ہے کہ ایک موقع سے تین صحابہ کرام نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادتوں کے بارے میں دریافت کیا۔ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے اسے کم سمجھا اور ان میں سے ایک صاحب نے عزم کیا کہ اب وہ کبھی شادی نہیں کریں گے تاکہ وہ گھریلو مشغولیات کی وجہ سے رب تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہ ہوجائیں۔اس سوچ پر قدغن لگاتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ خبردار! نکاح اور شادی بیاہ میری سنت ہے اور اس سے اعراض کرنے والا انسان میری سنت سے برگشتہ تصور کیا جائے گا۔

منگنی کی رسم بد: رشتہ کے طے ہونے ہی کو منگنی کہا جاتا ہے۔لیکن موجودہ دور میں رشتہ طے ہوجانے کے بعد جاہلانہ غیراسلامی رسوم ورواج کا ایسا سلسلہ چلتا ہے کہ رسم ورواج کی پیروی میں لوگ شیطان کو بھی شرما دیتے ہیں۔منگنی کے نام پر طرح طرح کی بے حیائیوں اور فحاشیوں کے کام انجام دیئے جاتے ہیں۔فضول خرچی اور بے پردگی کا ایسا مظاہرہ ہے کہ اللہ کی پناہ!،جبکہ اسلام ایسی تمام حرکتوں کی سختی سے منع کرتا ہے۔دراصل اہل ایمان کو اسلامی احکام کی پابندی کرتے ہوئے رسم ورواج سے پرہیز کرنا چاہئے۔

مہر: نکاح میں مہر کی حیثیت فرض کی ہے۔شریعت نے مہر کو عورت کا لازمی حق قرار دے کر ازدواجی زندگی کی اہمیت، قدر وقیمت کو بڑھا کر یہ احساس دلایا ہے

کہ نکاح کے بعد اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اللہ کا فرمان ہے: ’’**وآتوا صدقاتھن نحلۃ**‘‘ (سورۃ النساء/ ٤) یعنی عورتوں کا مہر خوش دلی کے ساتھ عطیہ کے طور پر ادا کرو۔

نکاح کے وقت جو مہر طے کیا گیا ہو اس کی ادائیگی مرد پر لازمی ہے۔ اس کو نکاح کے وقت ہی ادا کر دینا چاہئے۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں ’’معجّل‘‘ (عجلت سے) کہتے ہیں یعنی فوراً ادا کر دیں۔ اور اگر مرد اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ فوری ادا کرے تو پھر یہ بات طے کر لی جائے کہ وہ کب، کیسے اور کس طرح ادا کرے گا۔ اس کو شریعت کی اصطلاح میں موجّل (ادھار) کہتے ہیں۔

مہر کے سلسلے میں بھی ہمارے معاشرہ میں بہت ساری برائیاں جنم لے چکی ہیں۔ بروقت لوگ زیادہ مہر رکھنے کو اپنی شان سمجھتے ہیں جبکہ شریعت اسلامیہ نے اس سوچ پر روک لگایا ہے۔ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ’’خیر النکاح أیسرہ‘‘ یعنی سب سے عمدہ نکاح وہ ہے جو سب سے آسان ہو۔ (صحیح ابن حبان، شیخ البانی نے صحیح الجامع/۳۳۰۰ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے: ’’’’**خیر الصداق أیسرہ**‘‘ یعنی سب سے بہتر مہر وہ ہے جو آسان ہو۔ (صحیح حاکم، سنن بیہقی، صحیح الجامع/۳۲۷۹ میں شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

مطلب یہ ہے کہ مہر کو مرد کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہئے۔ محض نام ونمود کے لئے بڑی بڑی رقمیں طے کر لی جاتی ہیں۔ یہ گناہ کا کام ہے اور شریعت اسلامیہ میں اس کی ممانعت وارد ہے۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: ’’**لا تغالوا فی صداق النساء**‘‘ یعنی عورتوں کی مہروں میں حد سے نہ بڑھا کرو۔ اس کے بعد عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ زیادہ مہر رکھنا کار خیر ہوتا تو اس کے سب سے زیادہ مستحق تم سے افضل و برتر ہستی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی جبکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں اور بیٹیوں میں سے کسی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ نہیں متعین کیا۔ (سنن ابن ماجہ/۱۸۸۷، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

مہر کی سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی آخری حد مقرر نہیں کی ہے۔ البتہ اس تعلق سے ایک روایت ذکر کی جاتی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور حکومت میں ۴۰ اوقیہ چاندی (تقریباً ۴۵۰ تولہ چاندی) کی حد مقرر کرنا چاہتے تھے کہ اس سے زائد کوئی مہر طے نہ کرے لیکن اس نشست میں ایک عورت نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیا اور کہا کہ اللہ کی تعلیمات کے خلاف فیصلہ کرنے کا آپ کو یہ حق کس نے دیا ہے؟ جب کہ اللہ کا ارشاد ہے: ’’**وَّآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا**‘‘ (سورۃ النساء/ ۲۰) یعنی عورتوں کو اگر تم نے ڈھیر سا مال بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو‘

اس دلیل کو سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ایک عورت نے صحیح بات کہی اور مرد غلطی کر گیا۔

یہ اثر ضعیف ہے۔ اس کی سند میں مجالد بن سعید ایک راوی ہیں جو ضعیف ہیں۔ نیز اس قصہ کو شعبی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ شعبی کی ملاقات عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے تو اس میں انقطاع بھی موجود ہے۔ اس روایت کو شیخ البانیؒ نے ارواء الغلیل (۳۴۸۶) میں ضعیف قرار دیا ہے۔

دراصل شریعت نے لوگوں کو افراط وتفریط سے روکا ہے کہ لڑکے کی حیثیت سے کم بھی نہ ہو اور اتنا زیادہ بھی نہ ہو کہ ادائیگی مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے۔ مدینہ کے اسلامی معاشرہ میں اس طرح کی بہت ساری مثالیں ملتی ہیں کہ مہر میں کھجور کے باغ وغیرہ بھی دیئے گئے تھے۔ طوالت سے بچنے کے لئے دو مثالیں دینے پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت جمیلہ بنت ابّی آئی اور اپنے شوہر کی شکایت کر کے کہا کہ میں علیحدگی چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شکایت سنی اور فرمایا جو باغ تجھ کو اس نے دیا تھا وہ واپس کر دے گی؟ اس نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ (صحیح بخاری/۵۲۷۴)

(۲) دوسرا واقعہ حبیبہ بنت سہل کا ہے۔ جب خاتون نے اپنے شوہر کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ جو مال اس نے مجھے دیا ہے میں واپس کرتی ہوں۔ مجھے علیحدگی دلوا دیجئے۔ (سنن نسائی/۳۴۶۲، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

صہیب خیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’**أیما رجل تزوج امرأۃ ما قل من المھر أو کثر، لیس فی نفسه أن یؤدی الیھا خدعھا، فمات ولم یؤد الیھا حقھا، لقی اللہ یوم القیامة وھو زان**‘‘ یعنی کوئی بھی شخص کم یا زیادہ مہر کے عوض کسی عورت سے شادی کرتا ہے اور اس کے دل میں اس کی ادائیگی کی نیت نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کو دھوکا دیتا ہے۔ اگر وہ اس حالت میں مرتا ہے کہ اس کے حق کو ادا نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ وہ زانی اور بدکار ہوگا۔ (صحیح الترغیب والترہیب/۱۸۰۷، شیخ البانیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

مندرجہ بالا باتوں سے شریعت میں مہر کی اہمیت، حیثیت اور ضرورت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ نیز عدم ادائیگی کی صورت میں انجام بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کو ادا نہ کرنا کتنا بڑا اخلاقی جرم ہے۔

دعوت طعام ولیمہ: دعوت ولیمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جو نکاح کے بعد کی جاتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام نکاح کے بعد ولیمہ کیا ہے۔ چاہے اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ بہر حال اس پر عمل ہونا چاہئے۔ ایک بار اللہ

کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مشہور صحابی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے جسم پر زردی کا نشان دیکھا۔ان سے حال چال پوچھا اور پوچھا کہ کیا وہ رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے ہیں۔انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:"أولم ولو بشاة" یعنی ولیمہ کرو،ایک بکری ہی سہی۔(صحیح بخاری ۵۱۵۳/ صحیح مسلم ۱۴۲۷)

اس حدیث پر غور کرنے سے شادی کے تعلق سے ہمیں چند رہنما اصول و ہدایات کا پتہ چلتا ہے۔آپ سوچیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کس درجہ سادگی ہوا کرتی تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جلیل القدر صحابی کی شادی کا علم نہیں ہو پاتا تھا۔دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ **شادی کے بعد ولیمہ مستحب عمل ہے**: ولیمہ کے تعلق سے ایک بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اکثر لوگ ولیمہ کی دعوت میں غریبوں اور امیروں کے درمیان امتیاز کرتے ہیں۔امیروں کو دعوت پر بلاتے ہیں اور غریبوں کو دعوت دینے کو اپنی کسر شان سمجھتے ہیں جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "**شر الطعام طعام الوليمة،يدعى لها الأغنياء و يترك الفقراء**" یعنی بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے۔"(بخاری ۵۱۷۷، مسلم ۱۴۳۲)

عام طور پر جاہلانہ رسموں کے مطابق شادی سے قبل ہی لڑکے کی طرف سے کھانے کا اہتمام کیا جاتا ہے وہ غلط اور غیر شرعی اور سنت ولیمہ کی ضد ہے۔اہل ایمان کو نافرمانی سے بچتے رہنا چاہئے۔

ایک جاهلانه رسم: بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ طعام گاہ کے قریب میز (ٹیبل) لگا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ کھانے سے فارغ ہوکر کچھ رقم جمع کریں۔یہ بھی ایک بیہودہ رسم ہے کہ کھانے کی دعوت پر لوگوں کو جمع کیا جائے اور ان سے ایک مخصوص رقم (کھانے کا بل) وصول کیا جائے۔

شادی کے پروگراموں میں بے پردگی: شادی بیاہ کے موقع پر بے پردگی بہت ہوتی ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے حسن کی نمائش کررہی ہیں۔واضح رہے کہ پردہ فرض ہے۔اس کی خلاف ورزی بہت بڑا گناہ ہے۔قرآن مجید کا فرمان ہے:"وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ" یعنی اے نبی! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں۔بجز اس کے جو ظاہر ہو جائے۔اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں اور وہ اپنا بناؤ سنگھار ظاہر نہ کریں۔"(نیز ان کو حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت انھوں نے چھپا رکھی ہے اس کا اظہار ہو۔"(سورۂ نور: ۳۰)

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر بتا دیا کہ مسلمان عورتوں کی شان کیا ہونی چاہئے اور کس طرح سے انہیں پردہ کا التزام کرنا ہے۔اگر کوئی خاتون شادی کے موقع پر بے پردگی کرتی ہے، باریک کپڑے پہنتی ہے جس سے اس کے جسم کی نمائش ہوتی ہے، زرق برق لباس میں ملبوس ہوکر اختلاط کی جگہوں میں آتی ہے،طرح طرح کے عطر وغیرہ کا استعمال کرکے محفلوں کی رونق بنتی ہے اور چست کپڑے پہنتی ہے جس سے اس کے جسم کی نمائش ہوتی ہے تو ایسی خاتون اللہ اور اس کے رسول اور فرشتوں کی نگاہ میں لعنت زدہ ہے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں کے بارے میں واضح طور پر رمایا ہے:"**صنفان من أهل النار لم أرهما:........ و نساء كاسيات عاريات مائلات مميلات،رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لايدخلن الجنة ولايجدن ريحها وان ريحها......**" یعنی دو طرح کے جہنمی ایسے ہیں جنہیں میں نے اب تک نہیں دیکھے ہیں۔ان میں سے ایک وہ خواتین جو کپڑا پہننے کے بعد بھی ننگی ہوتی ہیں اور خود مائل ہوتی ہیں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں، جن کے سر بختی اونٹوں کی مائل کوہانوں کے مثل ہوتے ہیں۔ایسی عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو ہی پا سکیں گی....(صحیح مسلم)

اس حدیث کو سامنے رکھیں اور پھر شادی بیاہ کے موقع سے ہمارے مسلم سماج کا طرز عمل دیکھیں کہ کس ننگے پن اور عریانیت کا مظاہرہ ہوتا ہے، حالانکہ یہ تمام چیزیں شریعت میں سختی سے ممنوع ہے اور شریعت میں شادی بیاہ کے موقع پر خصوصی طور پر بے پردگی کی کوئی اجازت نہیں ہے جیسا کہ بعض کم علم گھرانوں میں تصور ہے کہ ہم شادی بیاہ کے موقع ہی پر تو سجتے سنورتے ہیں اور شادی بیاہ کے موقع پر تو درست ہے لیکن یہ حد درجہ جہالت کی بات ہے۔اللہ ہمیں صحیح سمجھ بخشے۔آمین۔

تحفه: تحفہ دینا شریعت میں پسندیدہ ہے لیکن بدلے کی نیت سے نہیں دینا چاہئے۔یہ بات اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کوئی چیز تحفے کے طور پر دے تو بدلے کی نیت رکھے۔اس ذلیل حرکت کو حدیث میں اس کتے کے فعل سے تشبیہ دی گئی ہے جو اپنی ہی قئے خود چاٹ لے۔

اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی طرف خصوصی رہنمائی فرمائی ہے کہ برکت وثواب والی شادی وہ ہے جس میں خرچ کم کیا گیا ہو۔فضول خرچی شیطانی عمل ہے۔اس وجہ سے انسان کو اس طرح کی چیزوں میں اپنی جھوٹی شان و شوکت کا اظہار نہیں کرنا چاہئے۔اللہ ہمیں اس کی توفیق ارزانی فرمائے۔آمین۔

☆☆☆

ڈاکٹر محمد یوسف حافظ ابوطلحہ

شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس

قرآن کریم کی نشر واشاعت کا سب سے بڑا مرکز

قرآن کریم کی نشر واشاعت کا سب سے بڑا مرکز اُسی بستی میں قائم ہے جہاں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دس سالوں تک قرآن کریم کا نزول ہوتا رہا، اور جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر رمضان میں جبریلِ امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، عقیدت کی وہ مقدّس بستی مدینہ کہلاتی ہے، اور اشاعت کا وہ عظیم مرکز مجمع الملک فہد لطباعۃ المصحف الشریف (شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس) کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ اس کمپلیکس نے تین سو اکسٹھ (361) قسم کی متنوع مطبوعات ومنشورات شائع کی ہیں، اور افتتاح سے لیکر اب تک سینتیس سال میں تقریباً بتیس کروڑ مطبوعات ومنشورات تقسیم کرچکا ہے، اور فی الحال ایک سال میں ایک کروڑ اسّی لاکھ سے زیادہ مختلف مطبوعات ومنشورات شائع کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس عظیم ادارے کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

تاسیس اور افتتاح: شاہ فہد بن عبد العزیز -رحمہ اللہ- نے عالم اسلام کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے 16/محرم 1403ھ (1982ء) میں سنگ بنیاد رکھا، اور 6/صفر 1405ھ (1984ء) کو افتتاح کیا۔

اہداف ومقاصد:

1- عالم اسلام میں رائج متواتر قراءتوں میں مصحف (قرآن) کی اشاعت۔

2- عالم اسلام میں رائج متواتر قراءتوں میں قرآن کریم کی ریکارڈنگ۔

3- دنیا کی زندہ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر کی اشاعت۔

4- علوم قرآن کا اہتمام اور اس فن کے عمدہ قلمی نسخے (Manuscripts) کی تحقیق۔

5- قرآن اور علوم قرآن سے متعلق ریسرچ کا اہتمام۔

6- کمپلیکس کی مطبوعات ومنشورات کے ذریعہ مسلمانانِ عالم کی ضرورتوں کی تکمیل۔

7- کمپلیکس کی مطبوعات ومنشورات کو انٹرنیٹ، اور مختلف ایپس کے ذریعہ فروغ دینا۔

کمپلیکس کا رقبہ اور عملہ: کمپلیکس ڈھائی لاکھ مربع میٹر اراضی پر پھیلا ہوا ہے جس میں مسجد، تنظیمی دفاتر، پریس، لائبریری، گودام، بک سٹال، کلینک، اور پارکنگ وغیرہ سب شامل ہیں، گویا وہ اپنے آپ میں مکمل ایک ثقافتی بستی ہے۔ وزارت برائے اسلامی امور کی نگرانی میں وہاں گیارہ سو سے زائد عملہ کام کرتا ہے جن میں علماء اور پروفیسران بھی ہیں اور تکنیکی وانتظامی عملہ بھی۔

کارہائے نمایاں: شاہ فہد کمپلیکس اعلی علمی وتکنیکی صلاحیت، اور جدید ٹکنالوجی کے ذریعہ نہایت عمدگی اور پختگی کے ساتھ کارہائے نمایاں انجام دے رہا ہے، ذیل کی سطروں میں انہیں اختصار کے ساتھ سپردِ قرطاس کیا جا رہا ہے۔

1) کمپلیکس نے عالم اسلام میں رائج آٹھ روایتوں میں چودہ طرح کے مصاحف (قرآن کے نسخے) شائع کیا ہے: تین نسخے حفص کی روایت میں، دو وَرْش کی روایت میں، دو قالون کی روایت میں، تین دوری کی روایت میں، ایک شعبہ کی روایت میں، ایک سوسی کی روایت میں، ایک بزی کی روایت میں، اور ایک قنبل کی روایت میں۔ (یہ آٹھوں نام دوسری اور تیسری صدی ہجری کے مشہور قراء کے ہیں)۔

کتابت اور طباعت پر شیخ علی بن عبدالرحمٰن الحذیفی کی زیرِ صدارت چار رکنی علمی کمیٹی نگرانی کرتی ہے۔ ہر ممبر مصحف کے قلمی نسخے کا تنہا مراجعہ (نظر ثانی) کرتے ہیں، اور اپنے ملاحظات تحریر کرتے ہیں، پھر ان ملاحظات پر میٹنگ میں تبادلہء خیال ہوتا ہے۔ اور کمیٹی کے فیصلے کے بعد تصحیح کا کام ہوتا ہے، پھر تصحیح شدہ نسخہ علمی کمیٹی کے پاس دوبارہ مراجعہ کے لیے جاتا ہے، یہاں تک کہ کمیٹی کو اطمینان ہو جائے۔ پھر کمیٹی طباعت کی تیاری کی اجازت دیتی ہے۔ اور تیاری کے اس مرحلے میں بھی نہایت دقت کے ساتھ کمیٹی نگرانی کرتی ہے یہاں تک اسے اطمینان ہو جائے۔

2) کمپلیکس نے دس طرح کے آڈیو ٹیپس نشر کئے ہیں: چھ حفص کی روایت میں (شیخ علی الحذیفی، شیخ ابراہیم بن الأخضر القیم، شیخ محمد ایوب محمد یوسف، شیخ عبد اللہ بن علی بصفر، شیخ عماد زہیر حافظ اور شیخ خالد بن سلیمان المہنا کی آواز میں)، اور ساتواں: قالون کی قراءت میں شیخ علی الحذیفی کی آواز میں، آٹھواں: ورش کی قراءت میں شیخ ابراہیم بن سعید الدوسری کی آواز میں، نواں: شعبہ کی قراءت میں شیخ علی الحذیفی کی آواز میں، دسواں: سکھانے والا آڈیو مصحف (آخری پانچ پارے) حفص کی قراءت میں شیخ علی حذیفی اور ابراہیم بن الأخضر کی آواز میں۔

یہ آڈیو ٹیپس مذکورہ بالا علمی کمیٹی کی نگرانی میں ہی تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ آڈیو ٹیپس درج ذیل لنک پر دستیاب ہیں:

https://audio.qurancomplex.gov.sa/site/

3) کمپلیکس نے حفاظ کے لئے حفص کی قراءت میں بیس سے زائد تجوید کا دورہ کرایا، جن سے تقریبا پانچ سو حفاظ فارغ ہو چکے ہیں. یہ دورے مسجد نبوی میں منعقد کئے جاتے ہیں، ایک دورہ تقریبا سات مہینے کا ہوتا ہے، اور ایک کے مکمل ہوتے ہی دوسرے کا آغاز کر دیا جاتا ہے .

4) کمپلیکس میں تراجم کیلئے ایک مستقل مرکز قائم کیا گیا ہے، جس کا مقصد عالم اسلام کی ضرورتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم، تفاسیر اور علوم قرآن کے تراجم تیار کرنا، کمپلیکس کو عالم اسلام سے موصول ہونے والے تراجم کا تجزیہ کرنا، ترجمے میں درپیش مسائل کا حل تلاشنا، اور اس میدان میں بحث وتحقیق کا کام کرنا .وغیرہ وغیرہ.

5) کمپلیکس نے ترجمہ سینٹر کی زیرنگرانی دنیا کی چوہتّر (74) زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کئے ہیں: (39) ایشیائی زبانیں، (16) یورپین زبانیں اور (19) افریقی زبانیں۔

6) کمپلیکس نے قرآنیات ریسرچ سینٹر قائم کیا ہے، جس کا مقصد ایسے تفاسیر کی اشاعت جن کا ترجمہ مختلف زبانوں میں ممکن اور خاص وعام کے لئے مفید ہو، قرآنیات پر بحث وتحقیق کو فروغ دینا، متنوع علمی کتابیں، ڈکشنری، انسائیکلوپیڈیا، ڈیٹا، اور فہرست وغیرہ تیار کرنا، قدیم عمدہ کتابوں کی تحقیق کرنا، اور قرآن اور علوم قرآن کے متعلق اعتراضات وشبہات کا ٹھوس اور مدلل جواب دینا، وغیرہ، وغیرہ.

7) کمپلیکس نے قرآنیات ریسرچ سینٹر کی زیرنگرانی قرآنی علوم ومباحث پر (31) سے زائد کتابیں شائع کی ہیں، جیسے: التفسیر المیسر ، المیسر فی غریب القرآن الکریم، الاتقان فی علوم القرآن (تالیف: سیوطی)، تقریب النشر فی القراءات العشر (تالیف: جزری)، فہرس مخطوطات التفسیر وعلوم القرآن فی مکتبات المدینۃ المنورۃ، وغیرہ وغیرہ.

8) کمپلیکس نے ریسرچ سینٹر کی زیرنگرانی قرآنیات کے مختلف موضوعات پر سات سیمینار اور کنوینشن کا انعقاد کیا، اور چار سیمینار میں پیش کئے جانے والے مقالات اور ریسرچ پیپرس کو (29) جلدوں میں شائع کیا۔

9) کمپلیکس قرآنیات سے متعلق ششماہی ریفریڈ جرنل ''مجلۃ البحوث والدراسات القرآنیۃ " (Journal of Quranic Research and Studies) کے نام سے محرم 1427ھ (فروری 2006ء) سے شائع کر رہا ہے، اور اب تک بیس سے زائد شمارے شائع ہو چکے ہیں۔ جرنل کی خصوصی ویب سائٹ درج ذیل لنک پر ہے: https://jqrs.qurancomplex.gov.sa/

10) کمپلیکس نے 1428ھ میں ڈیجیٹل ریسرچ سینٹر قائم کیا تا کہ قرآنی نصوص، مصطلحات، تفاسیر اور تراجم کو یکساں اور اعلی معیار کے مطابق ڈیجیٹلائز کیا جائے، قرآنی نصوص کے ڈیجیٹل پروگرامس اور ایپس کا جائزہ لے کر ان کا متبادل (Alternate) پیش کیا جائے۔ اور الکٹرانک میڈیا میں قرآن کریم کے نصوص (text) اور تلاوتوں کے لیے ڈیجیٹل تصدیق نامے (Verification Certificate) جاری کیے جائیں .

ذیل میں کمپلیکس کی الیکٹرانک اور ڈیجیٹل کارناموں کا ذکر کیا جا رہا ہے:

1) ونڈوز فون آپریٹنگ سسٹم کے لیے حفص کی روایت میں (مصحف المدینۃ النبویۃ) ایپ لانچ کیا، جس کی خدمات بارہ عالمی زبانوں میں دستیاب ہیں۔

2) ونڈوز 8-8.1 آپریٹنگ سسٹم کے لیے (مصحف المدینۃ النبویۃ) ایپ لانچ کیا یہ مائکروسوفٹ کے ایپس پلیٹ فارم پر دستیاب ہے، ٹیبلیٹ، لیپ ٹاپ، ڈیسک ٹاپ پر کام کرتا ہے، اور اس کی خدمات عربی اور انگریزی دو زبانوں میں میسر ہیں۔

3) مصحف المدینۃ برائے کمپیوٹر اشاعت لانچ کیا، یہ ایسا پروگرام ہے جس سے قرآنی آیات کو عثمانی رسم الخط میں کمپیوٹر کے دوسری ڈاکومنٹس میں نقل کرنا نہایت آسان ہوتا ہے، یہ پروگرام اس لنک پر دستیاب ہے: nashr.qurancomplex.gov.sa

4) مصحف المدینۃ ایپ برائے اسکول اشاعت لانچ کیا جو کمپیوٹر اشاعت والے پروگرام کا ہلکا ورژن ہے، اس کے لئے بیرونی سافٹ ویئر کی ضرورت نہیں پڑتی، اس میں ایک روایت کے لئے صرف ایک فاونٹ ڈاون لوڈ کرنے کی ضرورت ہے، جبکہ کمپیوٹر اشاعت میں ایک روایت کے لئے چھ سو چار (604) فاونٹ ڈاون لوڈ کرنے کی ضرورت پڑتی تھی، یہ ایپ اس لنک پر دستیاب ہے:

http://nashrsMadrasi.qurancomplex.gov.sa

5) (ios اور android) آپریٹنگ سسٹم کے لیے (مصحف المدینۃ النبویۃ) ایپ حفص کی روایت میں لانچ کیا .اس ایپ میں نو طرح کی تلاوت، سات نصی تراجم، سات صوتی تراجم، التفسر المیسر اور کمپلیکس کی اور کئی اشاعتیں شامل ہیں، اور بہت ساری الکٹرانک امتیازی خصوصیات کا حامل ہے، اس کی خدمات تیرہ عالمی زبانوں میں دستیاب ہیں: عربی، اردو، انگریزی، فارسی، فرانسیسی، اسپینی، جرمن، ترکی، جاپانی، اطالوی، انڈونیشی، سواحلی، اور ہوسا، اس کی لنک ہے:

http://onelink.to/madinaquran

6) معذورین کے لئے اشارہ کی زبان میں سورہ فاتحہ اور تیسویں پارے کی مختصر تفسیر لانچ کیا، یہ تفسیر کلمات کے معانی، سورت کی تفسیر کا خلاصہ اور اہم فوائد واحکام پر مشتمل ہے .اور اس کے لئے ایک خصوصی ویب سائٹ بھی لانچ کی ہے، جس کی لنک ہے:

http://sign.qurancomplex.gov.sa

7) نابینا لوگوں کے لئے برایل سسٹم کے مطابق مصحف المدینۃ النبویۃ لانچ کیا، اسے تیار کرنے میں جو وقت اور محنت لگی ہے اس کا اندازہ مشکل ہے۔

8) معذورین کے لئے صوتی تعلیمات سے قرآن کریم سکھانے کی ویب سائٹ لانچ کی ہے، اس کی خدمات عربی، اردو، انگریزی، فارسی، چینی، فرانسیسی، اسپینی، جرمن، ترکی، روسی، انڈونیشی، پرتگالی اور یوربا زبانوں میں دستیاب ہیں، اس کی لنک ہے:

http://qsound.qurancomplex.gov.sa

9) ڈیجیٹل ریسرچ سینٹر نے متعدد آپریٹنگ سسٹم کے پلیٹ فارم پر قرآن کریم کے (77) ایپس کا مراجعہ کیا، جن میں اکیس (21) ایپس میں جوہری غلطیاں پائی گئی ہیں، اور شاہ فہد کمپلیکس نے ان ایپس کو بلاک کرنے کے لئے متعلقہ پلیٹ فارم ایپل، گوگل اور مایکروسوفٹ سے رابطہ کیا ہے۔

10) یہ سینٹر کمپلیکس کی مطبوعات کو ڈیجیٹل فارمیٹس میں تبدیل کرتا ہے، اب تک بارہ کتابوں کو ڈیجیٹل فارمیٹس میں تبدیل کر چکا ہے: 1) اصول الإیمان۔ 2) التفسیر المیسر۔ 3) التجوید المیسر۔ 4) المیسر فی غریب القرآن الکریم۔ 5) النشر فی القراءات العشر۔ 6) تقریب النشر۔ 7) وقوف القرآن وأثرها فی التفسیر۔ 8) لطائف الإشارات فی فنون القراءات۔ 9) الفقہ المیسر۔ 10) کتابۃ المصحف الشریف وطباعتہ: تاریخہا وأطوارہا۔ 11) فہرس مخطوطات التفسیر وعلوم القرآن فی مکتبات المدینۃ المنورۃ۔ 12) کمپلیکس سے شائع ہونے والے قرآن کے تراجم کی ببلوگرافی۔ اس کے علاوہ قرآن کریم کے گیارہ تراجم کو ڈیجیٹل فارمیٹس میں تبدیل کر چکا ہے: انگریزی، جرمن، فرانسیسی، ترکی، نیپالی، روسی، چینی، سواحلی (کینیا کی زبان)، فولانی (افریقہ وسطی کی زبان)، امیزیغ (شمالی افریقہ کی زبان)، اور دری (افغانستان کی زبان)۔

11) یہ سینٹر ڈیجیٹل پروگرامس اور ایپس کے لئے آڈیوٹیپس تیار کرتا ہے، اب تک درج ذیل مواد پر کام مکمل ہو چکا ہے: قرآن کریم کے متعدد تراجم (اردو، انگریزی، فرانسیسی، اسپینی، ہوسا، سواحلی)، التفسیر المیسر، التجوید المیسر، کتاب المیسر فی غریب القرآن الکریم، اور التجوید المیسر سے ماخوذ احکام تجوید سے متعلق متنوع سوالات، وقف کے قواعد و رموز اور عملی تطبیق۔

12) قرآن کی تمام سورتوں کے ناموں کی ڈیجیٹل فہرست تیار کر چکا ہے، ہر سورت کی ڈیٹا کے عناصر ہیں: سورت کا مشہور نام، اس کا سبب، دیگر توقیفی واجتہادی نام (دلائل کے ساتھ)، سورت کے مقاصد وموضوعات کا خلاصہ، نزول کے اعتبار سے سورت کی ترتیب، مکی اور مدنی کا بیان (اقوال اور ترجیح کے ساتھ)، اور آیات کی تعداد (اقوال کے ذکر کے ساتھ)۔ اس فہرست کا خلاصہ ios اور android آپریٹنگ سسٹم کے لیے جو (مصحف المدینۃ النبویۃ) ایپ ہے اس کے ساتھ درج کر دیا گیا ہے۔

13) ڈیجیٹل ریسرچ سینٹر نے انٹرنیٹ پر عربی اور اردو زبان میں اپنی ویب سائٹ ڈیزائن کی ہے، جو کمپلیکس کی مطبوعات ومنشورات کے لئے ڈیجیٹل لائبریری، اور آن لائن قرآن سیکھنے والوں کے لئے الیکٹرانک پورٹل کی حیثیت رکھتی ہے، اس کے ذریعہ کمپلیکس کے ڈیجیٹل پروڈکٹس کو عام کیا جاتا ہے۔ اس ویب سائٹ کی لنک ہے: http://drc.qurancomplex.gov.sa

14) کمپلیکس نے (True Type Font=TTF) فارمیٹ میں رسم عثمانی کے ایسے فونٹس تیار کئے ہیں جو عالمی سسٹم یونیکوڈ کے مطابق ہیں، اس فونٹ کے مطابق اب تک کمپلیکس نے آٹھ روایتوں میں مصحف تیار کیا ہے۔

15) عربی زبان کے دیگر فونٹس (رسم الخط) بھی عام استعمال کے لیے تیار کیا ہے، جو عالمی سسٹم یونیکوڈ کے مطابق ہیں، جیسے خط نسخ، خط المدرجات، خط برائے کلمہ توحید، اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، بچوں کی تعلیم کے لیے مخصوص رسم الخط وغیرہ۔ یہ سارے فونٹس اس لنک پر دستیاب ہیں: http://fonts.qurancomplex.gov.sa

16) عثمانی رسم الخط کے بعض رموز کو انٹرنیشنل سسٹم عربی یونیکوڈ میں درج کرا چکا ہے۔ اور اس میں مزید اضافے کی کوشش جاری ہے۔

17) مصحف المدینۃ کے عثمانی رسم الخط کو کمپیوٹر پروگراموں کے ذریعہ بہتر سے بہتر بنانے کا عمل جاری ہے، تاکہ کلمات اور سطروں کے درمیان مسافت میں یکسانیت ہو، شوشے، علاماتِ وقف، اعراب، آیت نمبر وغیرہ مناسب جگہ پر خوبصورت انداز میں سیٹ ہوں۔ حفص اور ورش کی روایت پر کام مکمل ہو چکا ہے۔

18) ایسے متعدد سافٹ ویئرز اور کمپیوٹر ٹولز کو ڈیویلپ کیا جو کمپلیکس میں ڈیجیٹل تیاری کے مراحل کے دوران الکٹرانک آڈیٹینگ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان سافٹ ویئرز اور ٹولز کی وجہ سے کم وقت، کم محنت میں غلطیوں کی نشاندہی ہوتی ہے۔

19) فونٹ جرنیٹر سسٹم تیار کیا جو ہاتھ سے لکھے ہوئے مصحف کے خط کے نوک و پلک کو آراستہ کر کے ٹروٹائپ فونٹ میں تبدیل کر دیتا ہے۔

20) سورہ فاتحہ اور عم پارہ کے روسی ترجمہ کا سافٹ ویئر تیار کیا۔ جس میں چار قراء کی تلاوت، اور صوتی ترجمہ کے ساتھ ساتھ نص قرآنی اور ترجمے کے عینی مشاہدے کی بھی سہولت ہے۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۸ پر)

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

معروف ملی وسماجی شخصیت ایڈوکیٹ احمد خان صاحب کا سانحۂ ارتحال

نئی دہلی: ۳۰/مارچ ۲۰۲۱ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے سابق چیف پبلک پراسیکیوٹر دہلی اور معروف ملی وسماجی اور جماعتی شخصیت ایڈوکیٹ احمد خان صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت اور جماعت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ ایڈوکیٹ احمد خان صاحب غازی پور اترپردیش کی مردم خیز بستی بارا کے ایک معروف ومعزز دینی، علمی اور جماعتی خانوادے کے چشم وچراغ اور بڑے خلیق وملنسار، صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، حقیقی معنوں میں نیک وصالح، شریف ومتواضع، منکسر المزاج، ملک وملت اور جمعیت وجماعت کے بے لوث خادم اور ایماندار سپاہی تھے۔ آپ جیسے ملکی قانون کے ماہر، اس کی پاسداری کرنے والے اور دین وایمان اور بہترین اخلاق کا نمونہ بہت کم نظر آتے ہیں۔ آپ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کاز اور پروگراموں سے بڑی دلچسپی رکھتے تھے، اس کے کاموں کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے اور ملی وسماجی مسائل کو حل کرنے میں بھی پیش پیش رہتے تھے۔ جمعیت کے ذمہ داران سے بڑی محبت کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت کے پروگراموں خصوصاً دورات تدریبیہ برائے ائمہ، دعاۃ ومعلمین میں بڑے اہتمام سے شرکت کرتے اور قانونی موضوعات پر قیمتی محاضرہ دیتے تھے، ان علماء ودعاۃ کو ملکی قانون سے کماحقہ آگاہ کرنے کے ساتھ ان کو قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے، تعمیر ملک وملت میں حصہ لینے اور بہترین شہری بننے کی تلقین کرتے تھے۔ مرکزی جمعیت کی اہم کانفرنسوں اور میٹنگوں کی مناسبت سے بھی اپنا ممکنہ کردار ادا کرتے تھے۔ آپ ہمہ وقت ملک وملت اور جماعت کی بھلائی کے لیے سوچتے رہتے تھے۔ اطلاعات کے مطابق ان دنوں ہندوستان کی بعض مشہور جماعتوں پر لگے الزامات اور مقدمات کی پیروی بھی کررہے تھے۔ ایسے نیک انسان اس میدان میں خال خال ہی نظر آتے ہیں۔ اللہ بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔

پریس ریلیز کے مطابق ایڈوکیٹ احمد خان صاحب آج مورخہ ۳۰/مارچ کی درمیانی شب کے ایک بج کر ۲۰ منٹ پر مختصر علالت کے بعد دہلی کے بترا اسپتال میں بعمر ۷۰ سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ ان کے جنازے کی نماز آج بعد نماز ظہر ڈھائی بجے اوکھلا نئی دہلی کے شاہین باغ قبرستان میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ جس میں مختلف شعبۂ حیات سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد وشخصیات نے شرکت کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، دو صاحب زادے ایڈوکیٹ فہیم خان دہلی ہائی کورٹ، انجینئر وسیم خان کینیڈا اور دو صاحب زادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے، ملکی وملی اور جماعتی خدمات کو قبول فرمائے، بشری کوتاہیوں سے درگزر کرے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق بخشے اور جمعیت وجماعت اور ملک وملت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

پریس ریلیز کے مطابق ایڈوکیٹ احمد خان صاحب کے انتقال پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے دیگر ذمہ داران وکارکنان نے بھی گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور وہ ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا گو ہیں۔

بزرگ عالم دین مولانا عبدالرحمٰن ریاضی صاحب کا انتقال پرملال

نئی دہلی: ۲/اپریل ۲۰۲۱ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے شیخ الحدیث مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ کے داماد، بزرگ عالم دین مولانا فضل الرحمٰن مدنی صاحب کے ہم زلف، مولانا خورشید احمد سلفی صاحب شیخ الجامعہ جامعہ سراج العلوم السلفیہ، جھنڈانگر نیپال کے سمدھی بزرگ عالم دین مولانا عبدالرحمٰن بقا ریاضی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ مولانا خلیق وملنسار، منکسر المزاج، مہمان نواز اور علم دوست انسان تھے۔ آپ کا شمار دہلی کے بہترین خوشنویسوں میں ہوتا تھا اور ایک زمانے میں آپ ہفت روزہ جریدہ ترجمان اور ماہنامہ الاسلام دہلی کی کتابت کرتے تھے۔ آپ کا آبائی وطن پڑریا، کھنگائی، لمبنی نیپال تھا لیکن ابوالفضل انکلیو، نئی دہلی میں طویل عرصہ سے مقیم تھے۔ صحت کے زمانے میں اکثر اہلحدیث کمپلیکس کی جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرتے تھے اور اہل حدیث کمپلیکس میں منعقد ہونے والے پروگراموں میں بھی بسا اوقات شریک ہوتے تھے۔

پریس ریلیز کے مطابق مولانا عبدالرحمٰن ریاضی صاحب مورخہ ۳۱/مارچ ۲۰۲۱ء کو دہلی کے ہولی فیملی اسپتال میں صبح ۹ بجے بعمر تقریباً ۹۰ نوے سال داعی اجل کو لبیک کہہ گئے اور اسی دن دہلی کے شاہین باغ قبرستان میں شام ۶ بجے ان کی تدفین عمل میں آئی۔ جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی

امام مہدی سلفی اور جمعیت کے دیگر ذمہ داران وکارکنان کے علاوہ علماء وعوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ پسماندگان میں چھ لڑکے حفظ الرحمٰن، عطاء الرحمٰن، مجیب الرحمٰن، ضیاء الرحمٰن، انعام الرحمٰن، مولانا فیض الرحمٰن ازہری صاحبان، تین لڑکیاں، داماد محمد خورشید فاضل جامعۃ الملک سعود ریاض وغیرہ اور متعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے, ان کی نیکیوں کوقبول فرمائے، بشری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، جنۃ الفردوس میں اعلی مقام عطا کرے، پسماندگان ومتعلقین کوصبر وسلوان عطا کرے۔ آمین

جنرل سکریڑی آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ وامیر امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ واڑیسہ مولانا سید ولی رحمانی کے انتقال پر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی کا تعزیتی پیغام

نئی دہلی: ۳۰/اپریل ۲۰۲۱ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے جنرل سکریڑی، امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ واڑیسہ کے امیر اور خانقاہ رحمانیہ مونگیر کے سجادہ نشیں معروف عالم دین مولانا سید ولی رحمانی کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کو ملک وملت کا بڑا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ مولانا سید ولی رحمانی صاحب ایک عظیم دینی وعلمی خانوادے کے چشم وچراغ تھے۔ انہوں نے خانقاہ رحمانیہ مونگیر، امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ واڑیسہ اور آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ وغیرہ متعدد دینی، تعلیمی، سماجی اور سیاسی پلیٹ فارموں سے قوم وملت کی خدمت کی۔ وہ ملت کی مضبوط آواز سمجھے جاتے تھے۔ ان کی وفات سے ملت ایک ذہین و بیدار مغز شخصیت سے محروم ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے، جنت الفردوس کا مکین بنائے۔ پسماندگان کوصبر جمیل کی توفیق بخشے اور مسلم پرسنل لا بورڈ، امارت شرعیہ بہار واڑیسہ، جامعہ رحمانیہ مونگیر وغیرہ اداروں کوان کانعم البدل عطا فرمائے۔ آمین

امیر محترم نے اپنے تعزیتی پیغام میں مولانا کے اہل خانہ خصوصاً صاحبزادگان سید احمد ولی فیصل رحمانی وسید حامد ولی فہد رحمانی اور خانقاہ رحمانیہ، امارت شرعیہ، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ وغیرہ اداروں کے ذمہ داران ومتعلقین سے قلبی تعزیت کی ہے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوری معروف اہل قلم فاروق اعظمی صاحب کا سانحہ ارتحال

نئی دہلی: ۵/اپریل ۲۰۲۱ء

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی نے شیخ الحدیث علامہ عبیداللہ مبارکپوری رحمہ اللہ کے داماد، موقر علمائے دین مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب اور ڈاکٹر عبد العزیز مدنی صاحب کے بہنوئی اور مولانا ازہر عبدالرحمٰن مدنی صاحب استاذ جامعہ ابو ہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج الہ آباد کے خسر، سابق رکن شوری مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، معروف صاحب قلم وماہر تعلیم ماسٹر فاروق اعظمی صاحب کے انتقال پر گہرے رنج وافسوس کا اظہار کیا ہے اوران کی موت کوملت وجماعت کا خسارہ قرار دیا ہے۔

امیر محترم نے کہا کہ ماسٹر فاروق اعظمی صاحب نہایت خلیق وملنسار، منکسر المزاج، مہمان نواز، جماعتی جذبے سے سرشار، وسیع المطالعہ اورعلم دوست انسان تھے۔ آپ کا آبائی وطن موضع لوہیا، قصبہ مبارک پور، اعظم گڑھ یوپی تھا۔ آپ کی تعلیم وتربیت علم وفضل کے سائے میں ہوئی تھی۔ حصول تعلیم کے بعد جلگاؤں، مہاراشٹر تشریف لے گئے اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔ وہاں کے اینگلو اردو اسکول میں چالیس سالوں تک نسل نو کی آبیاری کی اور پرنسپل کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ اس دوران ان کی دینی، علمی، ادبی اور جماعتی سرگرمیاں بھی جاری رہیں۔ آپ ایک ممتاز قلم کار تھے۔ آپ کے رشحات قلم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے آرگن پندرہ روزہ جریدہ ترجمان سمیت ملک کے متعدد اہم رسائل و جرائد کی زینت بنے۔ ''یادوں کے چراغ'' (خودنوشت) ''نقوش حرم'' (روداد سفرحج) اور ''ہندوستان میں مسلمانوں کے تعلیمی مسائل'' (مجموعہ مقالات) جیسی کتابیں آپ کی بہترین کاوش فکر کا نتیجہ ہیں۔ مرکزی جمعیت کے کاز سے دلچسپی رکھتے تھے، ذمہ داران سے محبت فرماتے تھے اور میٹنگوں اور کانفرنسوں میں اکثر شریک ہوتے تھے اور کانفرنسوں کے دوش بدوش منعقد ہونے والے سیمناروں کے لیے علمی مقالے بھی لکھتے تھے۔

پریس ریلیز کے مطابق فاروق اعظمی صاحب نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے موجودہ امیر اوراوس وقت کے ناظم اعلیٰ مولانا اصغرعلی امام مہدی سلفی صاحب کے تعاون سے جلگاؤں میں جامع مسجد اہل حدیث کی تاسیس فرمائی اورتادم واپسیں اس کے منبر ومحراب سے تعلیم وتربیت اور دعوت واصلاح کی شمع فروزاں کیئے رہے۔ افسوس کہ آج صبح 7 بجے جلگاؤں، مہاراشٹر میں مختصر علالت کے بعد بعمر تقریباً 83 سال انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آج ہی بعد نماز ظہر (1.30) بجے جلگاؤں میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، تین صاحب زادے ڈاکٹر محمد نسیم انصاری صاحب پروفیسر یونانی کالج جلگاؤں، انجنیئر محمد شاہد انصاری صاحب اور ڈاکٹر محمد عاصم انصاری صاحب معالج بھیونڈی، چار صاحب زادیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اورنواسے نواسیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے، ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے، بشری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، جنۃ الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، پسماندگان ومتعلقین کو صبر وسلوان عطا

کرے۔اور جمعیت وجماعت کوان کانعم البدل عطافرمائے۔آمین

گستاخ رسول ﷺ مہنت نرسمہانند کا بیان
قابل نفریں ولائق مذمت

دہلی،۸/اپریل ۲۰۲۱ء

اسلام دشمن طاقتیں اور فرقہ پرست عناصر قرآن کریم، پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے تعلق سے اپنی حاسدانہ ذہنیت اور بدبختانہ عزائم کے زیر اثر وقتاً فوقتاً ایسی حرکتیں واقدام کرتے رہتے ہیں اور ایسے بیانات دیتے رہتے ہیں جن سے مسلمانوں کو ذہنی تکلیف میں مبتلا کیا جاسکے اور اسلام کی امن وآشتی کی روح سے ناواقف ناعاقبت اندیش اور شدت جذبات سے مغلوب ہوجانے والے مسلمانوں کے ایک فرقہ کو مشتعل کرکے اپنے ناپاک مقاصد کو بروئے کار لایا جاسکے۔گذشتہ دنوں صوبہ اترپردیش کے ڈاسنا مندر کے کسی مہنت نرسمہانند سرسوتی کا بیان اسی مذموم سلسلے کی ایک ناپاک کڑی ہے۔دنیائے انسانیت کی سب سے عظیم ہستی اور سارے عالم کے لیے رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی قابل نفریں جرم اور گھناؤنی سازش ہے۔اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔نہ صرف ملک کے مسلمان بلکہ حقیقت پسند غیر مسلم بھی اس بدبختانہ عمل کی بھرپور مذمت کررہے ہیں،اس کے خلاف پورے ملک میں ایف آئی آر درج ہورہی ہے اور اس کی گرفتاری اور قرار واقعی سزا کا مطالبہ ہورہا ہے نیز حکومتوں سے اس بات کی بھی مانگ ہورہی ہے کہ اس طرح کی دلخراش باتیں کرنے والوں پر فوری قدغن لگائیں اور مذہبی شخصیات نیز مسلمہ انسانی اقدار وروایات کے خلاف حرف گیری ولب کشائی کرنے والوں کو لگام لگانے کے لیے اصول وضوابط طے کئے جائیں۔اس طرح کی دل آزاری سے رجوع کریں۔یہ ان کے مذہبی ومنصبی مرتبے کے خلاف ہے۔ان خیالات وجذبات کا اظہار مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند سے جاری ایک پریس ریلیز میں کیا۔

پریس ریلیز کے مطابق امیر محترم نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی سے کسی مسلمان کا مغموم ودل گرفتہ ہونا ایک فطری امر اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضا ہے۔لیکن اس طرح کی دریدہ دہنی اور لائق صد مذمت امر کے خلاف مشتعل ہوکر آپے سے باہر ہونا قرین مصلحت نہیں ہے۔مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ صبر وضبط کا مظاہرہ کریں،اس دریدہ دہن کے خلاف امن پسندانہ مطالبہ جاری رکھیں۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر ۲۵ کا)

کمپلیکس کی ویب سائٹس: کمپلیکس نے عصر حاضر کی ضرورتوں کو محسوس کرتے ہوئے قرآن، علوم قرآن، تراجم، تفاسیر، کمپیوٹر سروسز برائے قرآن، کمپلیکس کی دوسری مطبوعات اور دیگر متنوع خدمات کے لئے، نیز زائرین کو کمپلیکس کی خدمات سے متعارف کرانے کے لئے سولہ (16) ویب سائٹس لانچ کیا ہے، جن میں سے بعض کا ذکر پہلے ہوچکا ہے۔

ٹریننگ اینڈ ڈولپمنٹ یونٹ: کمپلیکس اس یونٹ کے ذریعہ انتظامی اور تکنیکی عملہ کو ٹریننگ دیتا ہے تاکہ ان کی صلاحیتوں کو نکھارا جائے، اور عمل کی بڑھتی ضرورتوں اور نئی مشنری کے شانہ بشانہ چل سکیں۔

کمپلیکس کے پروڈکٹس کی اعلی کوالیٹی: شاہ فہد کمپلیکس نہایت اعلی کوالیٹی کا پروڈکٹس تیار کرتا ہے، غایت درجہ کی اعلی انسانی صلاحیتیں، اڈوانس نئی ٹکنالوجی اور نہایت ہی معیاری مٹیریل کا استعمال کرتا ہے، اور کوالیٹی مینجمنٹ کا پختہ نظام اسے چار چاند لگادیتا ہے، ہر کام مرحلہ وار اور منظم نگرانی کے ساتھ انجام پاتا ہے، ہر نگراں کے پاس ایک خاص مہر ہوتی ہے تاکہ اپنے زیر نگرانی انجام پانے والے عمل پر اپنی مہر ثبت کردے، مبادا اگر کسی عمل میں کوئی غلطی ہوتی ہے تو اس مہر کے ذریعے اس نگراں کی پہچان کی جاتی ہے جس کی نگرانی میں وہ عمل انجام پایا ہے، اور جزائی نظام (جرمانہ) اس پر نافذ کیا جاتا ہے۔اور غلطی پکڑنے والے کی نوازش اور حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔

مطبوعات ومنشورات کی تقسیم: شاہ فہد کمپلیکس نے اپنی مطبوعات ومنشورات کو 1405ھ سے پوری دنیا میں تقسیم کرنا شروع کیا ہے، تقسیم کی جانے والی مطبوعات ومنشورات کی مجموعی تعداد تقریبا بتیس کروڑ ہے ۔صرف حجاج کرام کے مابین عموما ہر سال تقریبا اٹھارہ لاکھ نسخے تقسیم کئے جاتے ہیں جس کی مجموعی تعداد تقریبا چار کروڑ اسّی لاکھ پہنچ چکی ہے۔ اور کمپلیکس کی وزٹ کرنے والے ہر شخص کو بھی ہدیہ دیا جاتا ہے، اور سال میں دنیا کے مختلف ممالک کے چار لاکھ سے زیادہ لوگ کمپلیکس کو وزٹ کرتے ہیں۔

مستقبل کے منصوبے: کمپلیکس سابقہ پروڈکٹس میں اضافہ اور اسے ڈیولپ کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل کے لئے متنوع قسم کے منصوبے بھی رکھتا ہے، بالخصوص جدید ٹکنالوجی اور کمپیوٹر پروگرامس کو قرآنیات کی خدمت کے لئے مسخر کرنے کا عزم رکھتا ہے، جیسے قرآن کریم کی خدمت کے لئے خصوصی ڈیٹا بیس تیار کرنا، معذورین کے لئے نت نئے پروگرامس اور ایپس تیار کرنا، مصحف کا ڈیجیٹل فارمیٹس تیار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

رب العالمین سے دعا ہے کہ قرآن کریم کے اس مضبوط قلعہ کی حفاظت فرمائے، بانی کے لئے اسے صدقہ جاریہ بنائے، اور جملہ ذمہ داران کو مخلصانہ سعی پیہم کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی آمد پر:
صوبہ آندھرا پردیش کا سہ روزہ دورہ اور اہم مقامات پر اجلاس: بتاریخ ۲۵/ مارچ ۲۰۲۱ء بوقت رات ۸ بجے حیدرآباد ائیر پورٹ پر فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی مدنی حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پہنچنے پر حافظ عبدالقیوم صاحب نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش کے امیر مولانا فضل الرحمٰن عمری حفظہ اللہ، خازن صوبہ جناب فاروق خان صاحب، نائب ناظم حافظ عبدالغفار عمری، مولانا حافظ عبدالغنی عمری سابق ناظم صوبہ آندھرا، اور دیگر ذمہ داران جمعیت حیدرآباد وسکندرآباد نے آپ کا استقبال کیا اس کے بعد یہ قافلہ منصوبہ کے مطابق شہر کرنول نے صوبہ آندھرا کے مختلف اضلاع کی طرف روانہ ہوا۔

۲۶/ مارچ ۲۰۲۱ء کو امیر محترم نے شہر کرنول کی مسجد مرکز اسلامی میں اور دیگر علمائے کرام نے شہر کے مختلف مساجد میں خطبے دیے۔ عصر سے پہلے سابق نائب امیر مولانا یوسف جمیل جامعی رحمہ اللہ کے اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا گیا۔ نماز عصر کے بعد مسجد مرکز اسلامی میں خصوصی اجلاس بمناسبت امیر مرکز صوبائی دورہ کا اہتمام ہوا، جس میں رائل سیما کے اضلاع کے امراء ونظماء نے اپنے اپنے اضلاع کی کارکردگی اور سرگرمیوں سے امیر محترم کو آگاہ کیا۔ مقامی علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر یہ قافلہ رات میں کرنول سے نکل کر شہر وجے واڑہ پہنچا، جہاں آندھرا کے پانچ اضلاع پر مشتمل صوبہ کے دفتر مرکزی مسجد اہل حدیث اسلام پیٹ وجے واڑہ میں اجلاس منعقد کیا گیا تھا، عصر کے بعد سے عشاء تک یہ اجلاس جاری رہا، جس میں علمائے کرام کے خطابات اور اضلاع کی رپورٹ پیش کی گئی، پھر علمائے کرام اور عمائدین شہر سے ملاقاتیں ہوئی، پھر قافلہ رات دس بجے کو شٹل آندھرا کا ضلع شہر وجیانگرم کے لئے روانہ ہوا۔

۲۸/ مارچ ۲۰۲۱ء بروز اتوار ایک اجلاس عام اور اجرائی تقریب، کتاب ''الاربعین النوویہ'' بزبان تلگو مسجد توحید کنٹونمنٹ، وجیانگرم میں منعقد ہوئی، جس میں سابق امیر دکتور سعید احمد عمری مدنی صوبہ آندھرا، فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالحسیب عمری مدنی کے خطابات اور امیر صوبہ وامیر مرکز کے خطابات کے علاوہ اطراف واکناف کے چار اضلاع کی رپورٹ پیش کی گئی، دیگر علمائے کرام کے خطابات بھی ہوئے۔ الحمدللہ یہ دورہ بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ ۲۹/ مارچ ۲۰۲۱ء کو امیر محترم واپس ہوئے۔ اللہ شارکین، منتظمین، مقررین اور ذمہ داران جمعیت وجماعت کی خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے، ہمیشہ خدمت دین سے جڑے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(منجانب: صوبائی جمعیت اہل حدیث آندھرا پردیش)

مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ کا سالانہ اجلاس عام:
۳۰/ مارچ ۲۰۲۱ء بروز منگل مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ کا سالانہ اجلاس عام منعقد ہوا جس میں مدرسہ کے طلبہ وطالبات نے اردو عربی زبان میں تقریریں پیش کیں الحمدللہ پروگرام کافی کامیاب رہا۔ بعد نماز عشاء اصلاحی پروگرام ہوا جس میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے ناظم عمومی بحیثیت مہمان خصوصی تشریف لائے اور قرآن اور اس کی عظمت پر مؤثر تقریر کی اور ان کے علاوہ شیخ محترم جناب محسن ریاضی نے ''اسلام میں عورت کا مقام'' شیخ محمد یعقوب ریاضی نے ''تربیت اولاد'' شیخ محمد شریف ریاضی نے ''محبت رسول'' شیخ محترم جناب محمد خالد صاحب نے ''ایمان وعمل صالح'' شیخ محترم جناب محمد توفیق صاحب نے ''تربیت اولاد'' کے عنوان پر خطاب کیا اور آخر میں ضلعی جمعیت اہل حدیث میرٹھ کے ناظم محترم مولانا محمد راشد اثری کی دعاؤں پر اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس کافی کامیاب رہا۔ لوگوں نے مدرسہ کے بانی مولانا محمد یوسف صاحب، معلمات نساء عالیہ وگلفشاں عالیہ اور جناب حافظ محمد دلشاد کی کوششوں اور محنتوں کو سراہا۔ (محمد یوسف ریاضی، مدرسہ تعلیم القرآن العزیزیہ)

موت العالم موت العالم: مرکزی مسجد اہل حدیث چار مینار بنگلور ایک ہفتہ کے اندر اپنے دو نامور علماء ڈاکٹر آر کے نور محمد چینئی ۲۱ مارچ ۲۰۲۱ء اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن دین محمد شنکرنگری استاد جامعہ محمدیہ مالیگاؤں ۲۶ مارچ ۲۰۲۱ء وفات کی وجہ سے سوگوار ہے۔ ان دونوں نے تدریس، تالیف اور دعوت وافتا کے میدانوں میں جو یادگار نقوش چھوڑے ہیں وہ قابل قدر ہیں۔ ان دونوں مرحومین کے ہزاروں مستفیدین اور ان کی خدمات کو اللہ تعالیٰ ان کے لئے صدقہ جاریہ بنائے ہمیں ان کی کاوشوں سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ ان کے دروس، تقاریر، فتاوے، علمی تحریریں اور تربیتی فارمولے جمع کر کے عمومی استفادہ کے لئے شائع کرنے کا اہل بنائے۔ ان کے اہل وعیال اور اعزہ واقرباء کو صبر جمیل اور جماعت اہل حدیث کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ہم اللہ کے دئے ہوئے نور اور اس کے فضل کے چھن جانے پر دم بخود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری دستگیری فرمائے، ان کو اور تمام موحدین کو اپنے فضل وکرم سے جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین (منجانب: پی شفیق احمد، صدر سکریٹری وجملہ اراکین۔ مرکزی مسجد اہل حدیث چار مینار، بنگلور)

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا محمد احمد سلفی کو سخت صدمہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق رکن شوریٰ اور صوبائی جمعیت اہل حدیث مشرقی یوپی کے سابق ناظم اعلیٰ مولانا عبدالقادر بستویؒ کے بڑے بھائی اور مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے کارکن مولانا محمد احمد سلفی کے تایا محمد خالد صاحب کا ۱۱/ اپریل کو تقریباً اسی سال کی عمر میں

اتر پردیش کی مردم خیز بستی سمرا سدھارتھ نگر میں انتقال ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

پسماندگان میں تین بیٹے، دو بیٹیاں، پوتے، پوتیاں نواسے نواسیاں اور بھرا پورا خاندان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تمام بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور پسماندگان کو صبر وسلوان کی توفیق دے۔ جنازہ کی نماز ضلعی جمعیت اہل حدیث سدھارتھ نگر کے سابق ناظم حافظ عبداللہ صاحب نے پڑھائی۔

مرکزی جمعیت کے کارکن محمد احمد سلفی ابھی اپنے تایا کے انتقال کے صدمے سے نکلے بھی نہیں تھے کہ ان کے ماموں جناب عبدالمعید عبدالواحد سراجی عرف نیتا جی کا بھی رات ایک بجے ۱۲/اپریل ۲۰۲۱ء کو لکھنؤ کے ایک اسپتال میں انتقال ہوگیا۔ جناب عبدالمعید دینی، علمی، سماجی اور سیاسی کاموں میں پیش پیش رہتے تھے اور عوام وخواص میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مرحوم مولانا آزاد جونیر کالج سمرا سدھارتھ نگر کے بانی وصدر اور سماجوادی اقلیتی سیل سدھارتھ نگر کے فعال صدر تھے۔

ان کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین لڑکے، دو لڑکیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے، ان کی دینی وعلمی وسماجی خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ پسماندگان اعزہ واقارب خصوصاً ان کے بھائی عبدالحمید اوران کے صاحبزادے عبدالوحید، عبدالمجید اور عبداللہ وغیرہم اور مولانا محمد احمد صاحب سلفی کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ادارہ کو ان کا نعم البدل دے۔

(شریک غم: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند)

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ

☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔

☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ

☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت

☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق: 150 قیمت: Rs.200/-Net

شرائط حصول تصدیق نامہ

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

(۱) وہ طلباء جو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے بیرونی جامعات میں داخلے کے خواہش مند ہوں اور انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کا توصیہ مطلوب ہو وہ درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، تعلیمی اسناد کی مصدقہ فوٹو کاپی دو اساتذہ کا تزکیہ اور صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا تزکیہ دفتر میں جمع کریں۔ مذکورہ معلومات وکاغذات کی روشنی میں غور کرنے کے بعد ہی توصیہ جاری کیا جائے گا۔

(۲) وہ ذمہ داران معاہد ومدارس وجامعات جنہیں حصول تعاون کے لیے مرکزی جمعیت کا توصیہ یا اس کی تجدید مطلوب ہو، درج ذیل شرائط کی تکمیل کے بعد توصیہ حاصل کرسکتے ہیں:

(الف) ادارے کے لیٹر ہیڈ پر توصیہ کے لیے ذمہ دار ادارہ کی جانب سے اصل درخواست بنام امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند۔

(ب) متعلقہ صوبائی جمعیت کے امیر/ ناظم کا، امیر/ ناظم عمومی مرکزی جمعیت کے نام سفارشی خط یا نئی تصدیق جس میں معیار تعلیم، تعداد طلبہ واساتذہ مذکور ہو۔

(ج) جمعیت کے شعبۂ احصائیات برائے مدارس میں اندراج۔

(د) جمعیت کے آرگن پندرہ روزہ ''جریدہ ترجمان'' (اُردو)، ماہنامہ ''اصلاح سماج'' (ہندی)، نیز ماہنامہ ''دی سمپل ٹروتھ'' (انگریزی) کا ادارہ کے نام اجراء اور قدیم خریدار ہونے کی صورت میں اس کے بقایا جات کی ادائیگی۔

(۳) علاوہ ازیں مرکزی جمعیت کی جانب سے سفارشی خطوط حاصل کرنے کے لیے ذمہ داران صوبائی وضلعی جمعیات ومعروف علماء کرام کی نئی تصدیقات کا پیش کیا جانا لازمی ہے۔ درخواست دہندہ اپنے دستخط کے ساتھ نام اور عہدہ صاف صاف لکھیں۔ کسی بھی قدیم تصدیق کی تجدید یا اس میں حذف واضافہ کے لیے صوبائی جمعیت سے حاصل شدہ نئی اصل تصدیق کا پیش کیا جانا ضروری ہے بصورت دیگر کوئی بھی عذر مقبول نہ ہوگا۔

نوٹ: جو حضرات مرکزی جمعیت کی تصدیق کے خواہاں ہوں وہ کسی بھی قسم کی زحمت سے بچنے کے لئے رمضان سے قبل تصدیق حاصل کرلیں اور بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے رجسٹری ڈاک خرچ نقد نیز جریدہ ترجمان، اصلاح سماج ودی سمپل ٹروتھ کے بقایا جات کی رسید کی فوٹو کاپی ارسال کرنا نہ بھولیں۔

دفتر نظامت عامہ: مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل کی تعمیر و تکمیل کے لیے ماہ رمضان المبارک میں

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے : (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind
A/c: 629201058685
ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)
RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292

رمضان المبارک کے موقع پر

اپنے صدقات وخیرات کا ایک حصہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کو دینا نہ بھولیں

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، ہندوستان میں اہل حدیثوں کا واحد نمائندہ پلیٹ فارم ہے، جو اپنے اہداف و مقاصد کی روشنی میں منصوبوں اور عزائم کی تکمیل میں کوشاں ہے۔ اس کی دعوتی وتبلیغی، تعلیمی وتربیتی، علمی وتحقیقی، تحریری وصحافتی اور رفاہی وسماجی خدمات کا ایک طویل سلسلہ جاری ہے۔ سیمیناروں، کانفرنسوں اور مسابقوں کا انعقاد، مختلف زبانوں میں جرائد ورسائل کی طباعت، تفسیر، حدیث نیز اہم ترین دینی وتربیتی اور نصابی کتابوں کی اشاعت کا کام پابندی سے ہو رہا ہے۔ اہل حدیث کمپلیکس اوکھلا ئی دہلی کے عظیم تعمیری پروجیکٹ کی دوسری منزل اور اہل حدیث منزل واقع علاقہ جامع مسجد دہلی کی چوتھی منزل کی تسقیف (چھت کی ڈھلائی) کا کام ہوا چاہتا ہے۔ جن کی وجہ سے جمعیت کے مصارف بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں اور یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کے بعد اہل خیر حضرات اور محسنین ومخلصین کے تعاون سے ہی انجام پارہے ہیں۔ اس پر ہم اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں، پھر اپنے محسنین ومخلصین کے بھی، جنہوں نے کسی نہ کسی ناحیہ سے مرکزی جمعیت کی تعمیر وترقی میں حصہ لیا ہے اور اس کے منصوبوں کی تکمیل میں آج بھی جدوجہد جاری رکھے ہوئے ہیں۔

تمام اہل خیر محسنین ومخلصین سے مؤدبانہ اپیل ہے کہ رمضان المبارک کے موقع پر مرکزی جمعیت کے تمام شعبوں کی فعالیت کو برقرار رکھنے اور تعمیراتی سرگرمیوں کو آگے بڑھانے کے لیے جمعیت کے ذمہ داروں اور کارکنوں کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور اگر ان میں سے کوئی آپ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو اپنا تعاون براہ کرم مرکزی جمعیت کے دفتر کو ارسال فرمائیں۔ اللہ آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

ڈرافت یا چیک صرف "Markazi Jamiat Ahl-e-Hadees Hind" کے نام سے ہی بنائیں۔

A/c No.629201058685 (ICICI Bank) Chandni Chowk Branch
(RTGS/NEFT/IFSC CODE ICIC0006292)

منجانب: ذمہ داران واراکین مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند